INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATME NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

۱۸

۳ تا ۹ جمادی الاول ۱۴۱۶ھ بمطابق ۲۹ ستمبر تا ۵ اکتوبر ۱۹۹۵ء

مرزا قادیانی کے جھوٹے الہامات

مسلمان عورت کہاں جا رہی ہے؟

طالبان مقاصد کیا ہیں؟

ہیومن رائٹس اور سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ہفت روزہ ختم نبوة

دنیا بھر میں آپ کے تجارتی و کاروباری تعارف کا مؤثر ذریعہ

اشتہار چھوٹا ہو یا بڑا، رنگین ہو یا بلیک اینڈ وائٹ اہم بات یہ ہے کہ وہ اشتہار کتنے لوگوں کی نظر سے گزرتا اور کتنے لوگوں پر اپنا تاثر چھوڑتا ہے۔

ختم نبوت میں شائع ہونے والے اشتہارات

80,000

سے زائد افراد کی نظر سے گزرتے اور انمٹ تاثر چھوڑ جاتے ہیں۔

آپ کی مصنوعات اور خدمات کے بھرپور تعارف کے لئے ختم نبوت ایک مؤثر ذریعہ ہے کیونکہ یہ صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ چالیس دیگر ممالک تک آپ کے پیغام اور تعارف کو پہنچا سکتا ہے۔

ختم نبوت میں دیا ہوا آپ کا اشتہار صرف دنیوی اعتبار سے ہی مفید نہیں بلکہ اشاعت دین اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی میں یہ آپ کا حصہ ہوگا جو بروز حشر شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا ذریعہ بنے گا۔

دینی تربیت و معلومات اور فتنہ قادیانیت کے کرتوتوں سے واقفیت کے لئے

ہفت روزہ ختم نبوة

پڑھیے اور دوسروں تک بھی پہنچائیے

سودی لین دین والوں سے معذرت

مزید معلومات کے لئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت۔ ایم۔ اے جناح روڈ

پرانی نمائش کراچی

فون:- 7780337 • فیکس:- 7780340

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATME NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد ۱۴
شمارہ ۱۸

۳ تا ۹ جمادی الاول ۱۴۱۶ھ
بمطابق ۲۹ ستمبر تا ۵ اکتوبر ۱۹۹۵ء

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہ

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول
عبدالرحمٰن باوا

مجلس ادارت
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری ○ مولانا اللہ وسایا
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر ○ مولانا منظور احمد حسینی
مولانا محمد جمیل خان ○ مولانا سعید احمد جلالپوری

مدیر
حسین احمد نجیب

سرکولیشن منیجر
عبداللہ ملک

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

ٹائیٹل و تزئین
ارشد دوست محمد

اس شمارے میں

اداریہ ۴
مسلمان عورت کہاں جارہی ہے ۶
اسلامی طالبان کی تحریک ۱۳
مرزا قادیانی کے جھوٹے الہامات ۱۹
بنیادی حقوق اور سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۲۰

اندرون ملک چندہ
سالانہ ۱۵۰ روپے
ششماہی ۷۵
سہ ماہی ۳۵ روپے

بیرون ملک چندہ
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۱۰۰ ڈالر ○ یورپ اور افریقہ ۷۰ ڈالر
○ متحدہ عرب امارات و انڈیا ۵۰ ڈالر
چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ الائیڈ بینک حضوری باغ برانچ اکاؤنٹ نمبر ۳۴۳ کراچی پاکستان ارسال کریں

قیمت ۳ روپے

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی
فون 7780337 فیکس 7780340

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان فون نمبر 40978

LONDON OFFICE
35 STOCKWELL GREEN
LONDON, SW9 9HZ, U.K.
PHONE: 071-737-8199.

پبلشر: عبدالرحمٰن باوا طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: ۱۰۳ بزرٹہ لائن کراچی

وزیر اعلیٰ پنجاب کی خدمت میں چند گزارشات

گزشتہ ہفتے کے دوران پنجاب میں ڈرامائی انداز میں حیران کن سیاسی تبدیلی آئی۔ بظاہر جمہوری انقلاب کے ذریعہ پی ڈی ایف کے ایک وزیر اعلیٰ کو معزول کر کے پی ڈی ایف ہی کے دوسرے وزیر اعلیٰ کو مسند اقتدار پر بٹھا دیا گیا۔ اس کارروائی کے سیاسی مضمرات و اثرات کا دائرہ فکر سیاست دانوں اور سیاست کاروں کا میدان عمل ہے جس سے نہ ہمیں خاص سروکار ہے اور نہ ہی یہ ہمارے دائرہ فکر کی چیز ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کی خدمت میں چند گزارشات خالص دینی نقطہ نظر سے پیش کرنا ہمارا مقصود ہے اور ان کا تعلق آئین پاکستان سے وفاداری کے اس حلف سے ہے جو انہوں نے وزارت اعلیٰ پر متمکن ہونے کے بعد اٹھایا ہے۔

آئین کی رو سے پاکستان اسلامی ملک ہے جس کی اکثریت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی نوعیت کے مدعی نبوت اور اس پر ایمان لانے والوں کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھنے کا عقیدہ رکھتی ہے اور آئین پاکستان اس عقیدے کے تحفظ کی پابندی کا حکم دیتا ہے اور حلف وفاداری کے نتیجے میں ہر اعلیٰ حکمران کی طرح وزیر اعلیٰ پنجاب بھی اس حکم کی عملی تعمیل کے پابند ہیں۔ قادیانی جماعت کے دونوں گروہ آئین کے مطابق اسلام سے منحرف ہو چکے ہیں۔ جن کا قلبی و روحانی رشتہ مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھ قائم ہے اور وہ نئی نبوت اور شریعت کے مدعی ہونے کی وجہ سے دین اسلام کے متبعین مسلمانوں سے الگ ایک نئی امت اور غیر مسلم اقلیت قرار پائے ہیں۔ لیکن حیرت کی بات ہے دوسری غیر مسلم اقلیتوں کے برعکس قادیانی اپنی شناخت مسلمان کی حیثیت سے کروانے پر بضد نظر آتے ہیں' جب کہ آئین کی نظر میں ایسی ضد غداری اور آئین سے بغاوت کے زمرے میں آتی ہے۔ قادیانی اسلامی شعائر و اصطلاحات کا برملا استعمال کر رہے ہیں جب کہ ایسی جسارت قانوناً "سنگین جرم ہے اور مسلمان اکثریت کی مذہبی دل آزاری کا باعث ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب سے ہماری گزارش ہے کہ جس آئین کی وفاداری کا حلف اٹھایا ہے عملاً" اس کی تعمیل میں پنجاب کی حدود کے اندر

(۱) قادیانیوں کو مسلمانوں سے اپنی الگ شناخت پر مجبور کریں۔

(۲) قادیانیوں کو اسلام کا کلمہ اور دوسرے شعائر کے استعمال سے سختی کے ساتھ روکیں۔

(۳) تمام کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو فوری علیحدہ کریں۔

(۴) قادیانی رسائل کھلے عام ارتدادی تبلیغ کر رہے ہیں ان پر فوری پابندی عائد کریں۔

(۵) سابق وزیر اعلیٰ نے ضلع اوکاڑہ میں سرکاری اہلکاروں کے طور پر قادیانیوں کی بھرمار کر کے مسلمان اہلکاروں کی حق تلفی کی تھی۔ اس امر کی تحقیقات کر کے حق تلفیوں کا ازالہ کریں۔

(۶) آئین کی مذہبی دفعات کی حفاظت اور ان پر عمل در آمد کے لئے راسخ العقیدہ علماء اور سربر آوردہ مسلمانوں پر مشتمل ایک مستقل محکمہ قائم کر کے سرکاری سطح پر اس بات کا اہتمام کریں کہ قادیانی' مسلمانوں میں ارتدادی سرگرمیاں جاری نہ رکھ سکیں۔

ان گزارشات کے ساتھ ایک اور گزارش بھی ہے کہ اقتدار آنی جانی چیز ہے کل کا وزیر اعلیٰ آج نہیں اور آج کا کل نہیں ہوگا۔ آقائے دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت قیامت تک کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے دین حق کی حفاظت کا کام بندوں ہی سے لیتا ہے۔ صاحب اقتدار اس فریضہ کو بحسن و خوبی انجام دیتا ہے تو ابدی سرخروئی سے

سرفراز ہوگا اور جو نظرانداز کر کے کوتاہی کا مرتکب ہوگا خائب و خاسر ہوگا۔ بطور مثال سابق وزیر اعلیٰ کو دیکھئے کہ کرسی وزارت ابھی تک ان کی حرارت جسمانی محسوس کر رہی ہے اور انجام سب کے سامنے ہے۔ امید ہے ہماری ان گزارشات کو سنجیدگی کے ساتھ قابل غور سمجھا جائے گا۔ وباللہ التوفیق۔

قادیانی رسائل کا لب و لہجہ

قادیانیت کے خمیر میں جو بنیادی مصالحہ استعمال کیا گیا افسوس کہ اہل لغت کے پاس جھوٹ' دجل' فریب اور مغالطہ جیسے ہلکے الفاظ کے سوا تعبیر و تشریح کے لئے کوئی اور زبان نہیں۔ قومی غداروں کو ہیرو قرار دلوانے کی بات حقیقت قادیانیت کے اس خمیر کا حصہ ہے۔ کسی بھی شخصیت یا کردار کا حقیقی چہرہ تاریخ کے آئینے میں زیادہ عرصہ تک بہروپ کو برقرار نہیں رکھ سکتا۔ سر ظفر اللہ خان قادیانی کی شخصیت کو کون نہیں جانتا کہ باؤنڈری کمیشن کے سامنے گورداسپور کو پاکستان سے کاٹنے میں بنیادی کردار انہی صاحب کا رہا جس کے نتیجے میں بھارت کو کشمیر کا خشکی کے راستہ فوجیں اتارنے کے لئے صاف راستہ مل گیا۔ پاکستان کا وزیر خارجہ مقرر ہونے کے بعد پاکستانی سفارت خانوں کو قادیانیت کے تبلیغی مراکز بنا دینے کا سہرا اس شخص کے سر پر ہے۔ پاکستان کو سیٹو اور سینٹو جیسے فوجی معاہدوں کی زنجیر میں جکڑوانے کا کام اسی نے سرانجام دیا۔ مسلم ممالک خصوصاً" عرب دنیا سے پاکستان کا تعلق منقطع کرنے کے لئے ہی اسرائیل میں قادیانی مشن قائم کیا گیا۔ عالمی عدالت کی کرسی پر بیٹھ کر کشمیر کے مسئلے کا جو حشر کیا گیا وہ تاریخ کی امانت قرار پا گیا۔ دوسرے ہیرو ایم ایم احمد تھے جنہوں نے مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش بنانے میں تاریخی کارنامہ سرانجام دیا۔ تیسرے ہیرو پروفیسر عبدالسلام تھے جنہوں نے یہودیوں سے نوبل انعام کا ایک حصہ وصول کیا۔ قادیانیوں کی حامی لابی نے "مسلم سائنس دان" کے عنوان سے لاکھ کوشش کی کہ مسلم دنیا خصوصاً" پاکستان اس کو اپنا سائنسی سربراہ تسلیم کر لے مگر تاریخ ایسے پروپیگنڈے کو زیادہ عرصہ تک برداشت نہیں کرتی اور اصل چہرہ کھول دیتی ہے۔ ان ہیروز کی ناقدری کی شکایت کرتے ہوئے لاہور سے شائع ہونے والا قادیانی ہفت روزہ "لاہور" اپنی ۱۲ اگست ۱۹۹۵ء کی اشاعت میں انتہائی برہمی کے ساتھ رقم طراز ہے۔

پاکستان کے ذرائع ابلاغ کی جان عجب شکنجے میں ہے۔ یہ بیچارے نہ صرف یہ کہ پاکستان کے احمدی زعماء و اکابر اور احمدی قومی ہیروؤں کی تاریخی اور یادگار خدمات کا تذکرہ نہیں کر سکتے انہیں شائد یہ بھی ہدایت ہے کہ ہر دور کے قومی خدمات گزاروں کی فہرست سے احمدی زعماء و اکابر کے اسماء گرامی اس چابکدستی سے حذف کئے جائیں کہ موجودہ نسل کو یہ معلوم ہی نہ ہونے پائے کہ یہ فرزندان جلیل بھی کبھی قومی منظر پر تھے اور انہوں نے بھی ملک و ملت کے لاتعداد بگڑے ہوئے کاج سنوارے ہیں۔

یہی حال دور حاضر کے علماء کرام کا ہے۔ انہوں نے بھی ان ہیں 'اکیس سالوں میں ابھرنے والی نسل کو احمدیوں کے بارے میں خود ساختہ 'غلط اور لائق نفرین عقائد ہی ذہن نشین کرائے ہیں اور مزید بدقسمتی یہ کہ کوئی احمدی ان خود ساختہ 'غلط اور لائق نفرین عقائد کی تصحیح بھی نہیں کر سکتا اور اگر کوئی ایسا کرنے کی جرات کرتا بھی ہے تو فوراً" ۲۹۸ سی (تعزیرات ہند) کے تحت احمدیت کی تبلیغ کرنے کے الزام میں دھر لیا جاتا ہے۔

ان ممتاز احمدی شخصیات میں ہمارے ذرائع ابلاغ کی سب سے بڑی سرد مہری پاکستان کے پہلے "وزیر خارجہ" اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے "صدر" اور عالمی عدالت انصاف (ہیگ) کے سابق سربراہ اعلیٰ چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان کا نام نامی اور آپ کی عظیم و فقید المثال ملی خدمات ہیں۔ جنہیں نظرانداز......یا حذف کرنے کی کوشش میں اکثر و بیشتر ایسا کرنے والوں کی بدنیتی بری طرح آشکارا ہو جاتی ہے۔

کچھ اور آگے جا کر لکھتے ہیں

برا ہو اس تعصب اور جہالت کا کہ بعض اوقات ان کا مریض کیسی کیسی مکروہ و منحوس حرکات کر گزرتا ہے' حالانکہ تاریخ پاکستان سے معمولی آگہی رکھنے والے ہی نہیں اقوام متحدہ کے رکن ممالک کی تمام حکومتیں تک جانتی ہیں کہ پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان تھے اور بیرونی دنیا سے پاکستان کو شایان شان طریقے سے متعارف کرانے اور اقوام عالم میں اسے ایک وقیع و رفیع مقام دلانے کا سہرا بھی پاکستان کے اسی فرزند جلیل کے سر ہے۔

اقتباس :۔ ہفت روزہ لاہور۔ شمارہ ۳۲۔ جلد ۴۴

قادیانی معاصر قومی خدمات کو اگر اور وسیع کرتا تو مرزا غلام احمد قادیانی کی وہ درد بھری تحریریں بھی شائع کر دیتا جس میں انگریز بہادر کو اپنی اور اپنے خاندان کی خدمات گنوائی ہیں۔ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں پچاس گھوڑے مع جانباز سوار دینے کا تذکرہ ہے۔ مسلمانوں کی جاسوسی پر فخر ہے۔ عراق پر حملے کی تائید اور فتح عراق پر قادیان میں جشن چراغاں کا بیان ہے اور بغداد کی گورنری پر قادیانی کے تقرر کی تاریخی شہادت ہے اور حال ہی میں تنصیب کمپیوٹر کے سلسلے میں اسلام آباد اور کہوٹہ میں قادیانیوں کی اسرائیل و بھارت کے لئے جاسوسی کے جرم میں گرفتاریوں کا تذکرہ ہے تو قومی ہیروز کی ناقدری کی شکایت اپنے اندر حد سے زیادہ وزن پیدا کر لیتی۔ اے کاش کہ ہمارے ارباب اختیار سمجھ پائیں کہ کس مار آستین کو دودھ پلا رہے ہیں۔

عربی مقالہ : السیدہ نعمنہ (قاہرہ بصرہ)
اردو ترجمہ : پروفیسر سید یحییٰ ندوی

مسلمان عورت کہاں جارہی ہے

تبرج کے معنی ہیں عورت کا اپنی زینت کے اظہار اور اپنی خوبصورتی کی نمود اور اپنے حسن و جمال کی نمائش میں انتہائی تکلف مبالغہ اور اہتمام سے کام لینا' اپنے بناؤ سنگار کا بے محابا اظہار کرنا' اپنے چہرے مہرے کے نکھار اور خدوخال کی خوبیوں کا اشتہار دینا۔ اپنے جسم کی فتنہ خیزیوں' اپنے کپڑے اور زیور اور زیب و زینت کی جگہوں کو غیر محرم مردوں کے سامنے ظاہر کرنا۔

تبرج کا لفظ اصل میں برج سے ماخوذ ہے۔ برج اونچی عمارتوں' بلند محلوں' رفیع قلعوں کی چوٹیوں اور بلند اور نمایاں ترین کنگروں کو کہتے ہیں۔ ایک متبرجہ یعنی بے پردہ اور بے حجاب اور خودنمائی کی دلدادہ عورت ہر امکانی تصنع اور تکلف کو کام میں لاتی ہے' اپنے حسن و جمال کے ایک ایک خدوخال کو ہر گھورنے والے مرد کے سامنے پیش کرتی ہے اور ہر نظارہ کرنے والے کی نگاہ کو اپنے اعلان حسن کے ذریعہ جذب کرلینا چاہتی ہے۔ وہ اپنے حسن عریاں اور جمال نمایاں سی لذت اندوز ہونے والی نگاہوں کو دعوت نظارہ دیتی اور ہر ناظر کو اپنی جانب لطف اندوزی کے لئے اسی طرح کھینچ لینا چاہتی ہے جس طرح ایک برج اپنی رفعت شان کا اعلان کرتا ہوا ہر دیکھنے والے کی نگاہ کو اپنی جانب ملتفت کرلیتا ہے۔

بلاشبہ تبرج عورت کے جوہر شرم و حیا سے عاری ہونے کی نمایاں دلیل ہے۔ کیونکہ شرم و حیا کا پاس اور عفت و عصمت کا لحاظ ہی وہ آہنی دیواریں ہیں جو عورت کی عزت و آبرو کی سب سے بڑی محافظ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کی پاکیزہ عورتوں کی تعریف و توصیف ان الفاظ میں فرمائی ہے: مقصورات فی الخیام و قاصرات الطرف

(خیموں میں رکی رہنے والیاں اور نگاہیں نیچی کرنے والیاں)

"تبرج" یعنی عورت کا بے پردہ ہو کر نکلنا اور اجنبی اور غیر محرم مردوں کے سامنے اپنے حسن و جمال کی نمائش کرنا اور اپنے زیب و زینت اور بناؤ سنگھار کے فتنہ خیز مقامات کو برملا مردوں کے سامنے کھولنا اور پیش کرنا عورت کی بے حیائی اور بے شرمی کی سب سے بڑی نشانی ہے۔ یہ عصمت و عفت کی طرف سے اس کی بے پروائی کی روشن شہادت ہے۔ یہ تبرج اور بے حجابی اللہ تعالیٰ کی شریعت اور اس کے دین کی کھلی توہین ہے اور شریعت اسلامی کے استخفاف کی نمایاں دلیل ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے عتاب و غضب کو کبرو نخوت کے سبب خاطر میں نہ لانے کی بہت بڑی علامت ہے۔

ایک بدکردار فاحشہ عورت کے لئے حسن و جمال کو چھپانا بڑا دشوار ہوتا ہے۔ جب ایسی عورت کو اپنے حسن و جمال اور ناز و انداز سے مردوں کو گرویدہ کرنے کا موقع نہیں ملتا تو اس کے دل کو اس بات سے بڑا دکھ پہنچتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی نمائش جمال اور نمود حسن کی راہ شوق میں اپنی عزت کی حفاظت کی طرف سے بھی بے نیاز ہوجاتی ہے اور اپنی شرافت نفس اور عزت و خودداری کی بھی پرواہ نہیں کرتی بلکہ اللہ کے عذاب تک سے نڈر اور بے خوف ہو کر احکام الٰہی کی عمداً" مخالفت شروع کردیتی ہے۔ اور بالآخر اپنی خواہش نفسانی کی بندی بن جاتی ہے اور اپنے ہواؤ ہوس کی پیروی اور پوجا شروع کردیتی ہے۔

و من اضل ممن اتبع ھواہ بغیر ھدی من اللہ ان اللہ لا یھدی القوم الظالمین

(اس شخص سے زیادہ گمراہ اور کون ہوسکتا ہے جو اپنے ہوائے نفس کا اتباع' اللہ کی ہدایت کے بدون (بغیر) کرے۔ جب تک اللہ ظالم قوم کی ہدایت نہیں کرتا)

اس بدبخت متبرجہ اور اپنی ذات پر ظلم کرنے والی بے پردہ عورت پر اس کے عزم و یقین پر اس کی خواہش نفسانی غالب آجاتی ہے اور اس کے جذبات کی "لذتیت" خدا ترسی' تقویٰ و طہارت کے تمام پاکیزہ داعیات کے خلاف علم بغاوت بلند کردیتی ہے۔ اس کے دل کے اندر ناپاک خواہشات اس بری طرح نفوذ کرجاتی ہیں کہ ایمان' تقویٰ' خدا ترسی اور پاکیزگی کے تمام جوہر وب کررہ جاتے ہیں۔ پھر وہ پوری قوت سے اپنے خدا سے بھی بغاوت پر آمادہ ہوجاتی ہے اور اس کے حکموں کو جان بوجھ کر ٹھکرانے لگتی ہے۔ یہ بدنصیب عورت فساق و فجار کی خوشنودی کے حصول کی طرف لپکتی ہے اور بدمعاشوں کی رضا جوئی کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی پر ترجیح دینے لگتی ہے۔ یہ بدبخت عورت فاسقوں اور فاجروں کی طنز و تعریض سے مرعوب ہوجاتی ہے اور ان کے ہنسی اڑانے سے سہم جاتی ہے مگر اللہ تعالیٰ کے غضب اور اس کے دردناک عذاب سے نہیں ڈرتی۔

یستخفون من الناس ولا یستخفون من اللہ و ھو معھم

(وہ انسانوں سے تو ڈرتے ہیں مگر اللہ سے نہیں ڈرتے حالانکہ وہ ہروقت ان کے ساتھ ہے)

جو لوگ اللہ کی ناراضی کے مقابلے میں انسانوں کی رضاجوئی کے طالب ہیں تو اللہ بھی ان سے ناراض ہوجاتا ہے اور بالآخر تمام انسان بھی اس سے ناخوش ہوجاتے ہیں۔

یہ کس قدر تعجب کی بات ہے کہ یہ بیچاری مسلمان بھی ہے' اللہ تعالیٰ کا کلام اور اس کی آیتیں بھی سنتی ہے' اللہ تعالیٰ کے ان تاکیدی حکموں کو بھی سمجھتی ہے جن میں سر اور سینہ کو اوڑھنی سے ڈھانکنے کی شدید تاکید ہے لیکن بایں ہمہ اسے کھلا اپنی بے پردگی پر' اپنے تبرج پر اور اپنے بناؤ سنگھار کی نمود و نمائش پر اور خودنمائی پر اصرار بھی ہے۔ اس طرح یہ اپنے مخالفانہ عمل سے اللہ کا اور اس کے دین کا اور اس کے احکام کا مذاق اڑاتی ہے۔ اور سب سنی ان سنی کردیتی ہے۔ ایسے ہی آدمی کے لئے اللہ تعالیٰ کے دردناک عذاب کی وعید آئی ہے۔

ویل لکل افاک اثیم یسمع ایت اللہ تتلی علیہ ثم یصر مستکبرا کان لم یسمعھا فبشرہ بعذاب الیم۔

(بڑی خرابی ہے جھوٹے بہتان تراشنے والے گناہ گار کے لئے کہ وہ سنتا ہے اللہ کی آیتوں کو جو اس پر تلاوت کی جاتی ہیں پھر وہ اس طرح تکبر و ضد اختیار کرلیتا ہے گویا اس نے سنی ہی نہیں! تو اے رسول آپ اسے دردناک عذاب کی خوشخبری سنادیجئے)

(یہاں خوشخبری بطور طنز کہا گیا ہے)

یہ جاہلہ کیا سمجھتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی بیوقوفی و حماقت کو' اسکی نادانی و جہالت کو' اس کی ضد اور ہٹ دھرمی کو کھلی چھٹی دے دی ہے کہ وہ اللہ کی شریعت کو توڑ مروڑ کر جس طرح چاہے اپنی خواہش نفسانی کے مطابق ڈھال لے۔ وہ خدا کے جس حکم پر چاہے عمل کرے اور اس کے جس حکم کو چاہے رد کردے اور نافرمانی اور خلاف ورزی کرے گویا یہ اسلامی شریعت نہیں ہے بلکہ کپڑوں اور کھانوں کی کوئی دکان ہے یا بازار ہے کہ جو چیز اس کی اپنی پسند کے مطابق ہو اسے اختیار کرے اور جو چیز اس کی اپنی پسند اور طبع نازک کے خلاف ہو اسے رد کردے۔ کیا عورت کے کانوں تک اللہ تعالیٰ کی تہدید اور اس کی وعید نہیں پہنچی؟ اور کیا اللہ تعالیٰ نے ایسے بدنصیبوں کی جو سرزنش فرمائی اس کی خبر اس کو نہیں ملی؟

افتومنون ببعض الکتاب و تکفرون ببعض ط فما جزاء من یفعل ذالک منکم الا خزی فی الحیاۃ الدنیا و یوم القیامۃ یردون الی اشد

العذاب و ما اللہ بغافل عما تعملون○

(کیا تم کتاب کے بعض حصہ کو مانتے ہو اور بعض حصہ سے انکار کرتے ہو۔ پس تم میں سے جو کوئی ایسا کرتا ہے' اس کی سزا کیا ہے بجز دنیا کی زندگی میں رسوائی کے اور قیامت کے دن تو یہ سخت ترین عذاب میں بھی ڈالے جائیں گے اور اللہ ان تمام اعمال سے جو وہ کرتے ہیں بے خبر نہیں ہے)

اللہ تعالیٰ نے اپنی شریعت کو اور اپنے قوانین کو ان بدبخت لوگوں کی خواہش نفس کے تابع ہرگز نہیں کیا ہے۔

ولو اتبع الحق اھ راء ھم لفسدت السموات والارض ومن فیھن۔

(اگر حق ان کی خواہش کا اتباع کرنے لگے تو بلاشبہ یہ آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہیں سب تباہ و برباد ہو جائیں)

اللہ تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے اپنے رسول' اپنی کتاب' اپنی شریعت اور خود اپنی ربوبیت پر ایمان و یقین کی علامت ہی یہ قرار دی ہے کہ انسان اپنی محض خواہش اور ذاتی پسند کو ان کے مقابلہ میں ترجیح نہ دے اگر وہ ایسا کرے گا تو سخت گنہگار ہوگا اور کھلی ہوئی گمراہی میں جا پڑے گا۔

وماکان لمومن ولا مومنۃ اذا قضی اللہ و رسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم و من یعص اللہ و رسولہ فقد ضل ضلا لا مبینا۔ (احزاب ۳۵ ۳۹)

(کسی مومن اور کسی مومنہ کے لئے جائز نہیں کہ جس معاملہ کے متعلق اللہ اور اللہ کا رسول فیصلہ کردیں' اس میں وہ اپنے اختیار کو استعمال کرے۔ اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی تو وہ کھلی گمراہی میں جا پڑا!)

خواتین اسلام و ذاعمات اسلام! (مسلمان بیبیو اور مسلمان لیڈرانیو!) تم نے پردہ کی بابت اور عورتوں کے وقار و حشمت اور حجاب کے متعلق اللہ تعالیٰ کی آیتیں سن لیں؟ اگر نہیں سنی ہیں یا سن تو لی ہیں مگر انہیں سمجھیں نہیں کیونکہ تم ان سے بے پروائی اور غفلت برتتی رہی ہو تو آؤ میں اس وقت چند آیات تمہارے سامنے تلاوت کرتی ہوں' اگر ایک مسلمان خاتون کی طرح اس دنیا میں زندگی بسر کرنا چاہتی ہو تو ان آیتوں کو دل کے کانوں سے سنو!

وقل للمومنات یغضضن من ابصارھن ویحفظن فروجھن ولا یبدین زینتھن الاماظھرمنھا ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن ولایبدین زینتھن الالبعولتھن او آبائھن او آباء بعولتھن اواخوانھن او بنی اخواھن اوبنی اخواتھن اونسائھن اوماملکت ایمانھن اوالتا بعین غیراولی الاربۃ من الرجال اوالطفل الذین لم یظھرواعلی عورات النساء ولایضربن بارجلھن لیعلم مایخفین من زینتھن وتو بوالی اللہ جمیعا ایّھُ المومنون لعلکم تفلحون۔ (-نور)

(اور ایمان والیوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنے اندیشہ کی جگہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کا اظہار نہ کریں مگر جو ناگزیر طور پر ظاہر ہو جائے اور اپنی اوڑھنیوں کے اپنے گریبانوں پر بکل مار لیا کریں اور نہ ظاہر کریں اپنی زینت مگر اپنے شوہروں کے سامنے یا اپنے باپوں کے سامنے یا اپنے شوہروں کے باپوں کے سامنے یا اپنے بیٹوں کے سامنے یا اپنے شوہروں کے بیٹوں کے سامنے یا اپنے بھائیوں کے سامنے یا اپنے بھتیجوں کے سامنے یا اپنے بھانجوں کے سامنے یا اپنے میل جول کی عورتوں کے سامنے (یعنی جو بدراہ نہ ہوں) یا اپنے ہاتھ کے مال کے سامنے (یعنی غلاموں کے سامنے) یا اپنے ملازموں کے سامنے جو عورت کی ضرورت کے حدود سے گزر چکے ہوں یا ان لڑکوں کے سامنے جو ہنوز عورتوں کے بھیدوں سے آشنا نہ ہوئے ہوں اور اپنے پاؤں زمین پر مار کر نہ چلیں کہ ان کی چھپی ہوئی زینت ظاہر ہو اور تم سب مل کر (عورت مرد) اے ایمان والو توبہ کرو (اللہ کی طرف متوجہ ہو) تاکہ تم فلاح پاؤ!)

اے بیبیو اخبردار ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ولا یبدین بزینتھن (اپنی زینت اور سنگھار کی نمائش نہ کرتی پھریں) پر اچھی طرح غور کرو! اللہ تعالیٰ نے عورت کی زینت کو عورت کے اعضا میں سے کسی ایک عضو کے ساتھ مخصوص و متعین نہیں فرمایا ہے اور نہ اس نے اس سلسلے میں اس کے لباس اور کپڑوں میں سے کسی ایک قسم کے کپڑے کے ساتھ کوئی قید نہ تخصیص و تعیین فرمائی ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ یہ بات تم پر بخوبی واضح ہو جائے کہ عورت کا ہر عضو زینت کا حامل ہے۔ اس کا ہر عضو ایک "جہان فتنہ" سمیٹے ہوئے ہے۔ بنا بریں ایک باعصمت مسلم خاتون اور عفیفہ اور حیادار مومنہ وہی ہے جو شرم و حیا اور دین کی پابندی کو کماحقہ پورا کرے اور عفت و عصمت کے تمام لوازم کا اچھی طرح خیال رکھے اور اللہ تعالیٰ کے احکام اور اس کی ہدایتوں کی تعمیل کرے اور اس کے غضب و عتاب سے ڈرے۔

اے مسلمان بی بی! ذرا اللہ کے اس حکم پر غائر نگاہ ڈالنا

ولیضربن بخمدھن علی جیوبھن ولایبدین زینتھن

(اور اپنی اوڑھنیوں کے اپنے گریبانوں پر بکل مار لیا کریں اور اپنی زینت اور سنگھار کی نمائش نہ کرتی پھریں) ہاں دیکھنا! اللہ کا علم ہر چیز کو محیط ہے اللہ تعالیٰ اس بات سے بھی خوب باخبر تھا کہ آخر زمانہ بے حیائی میں مسلمان عورتیں اپنے دوپٹے اس طرح بل دے کر اوڑھیں گی کہ اس کا ایک حصہ شانہ کے دائیں جانب لٹکا ہوگا اور اس کا دوسرا حصہ بائیں جانب پڑا ہوگا۔ اور وہ اپنے دوپٹہ کو کسی خوشنما زیور (کلپ) سے آراستہ کر کے دیدہ زیب بنائیں گی۔ اپنے گیسوئے تابدار کی لٹوں کو چمکتی ہوئی لوح جبیں پر بکھیر کر (چشمہ خورشید میں نہیں بلکہ) مردوں کے کلیجہ پر سانپ لہرائیں گی۔ اپنے دوپٹوں کو دار... کی شکل دے کر اپنے چہرہ روشن کے گرد ہالہ ڈالیں گی اور اس طرح اپنے دوپٹے سے بھی (جو پردہ پوشی اور زینت کو چھپانے کے لئے تھا) اپنے چہروں کے حسن و جمال کو چار چاند لگائیں گی اور ان ہی دوپٹوں سے دیکھنے والوں کے جذبات کے خوابیدہ فتنے جگائیں گی۔ اس طرح ان کا دوپٹہ بھی ناظرین کے لئے مستقل فتنہ بن جائے گا۔ اور بجائے اس کے کہ وہ ان کی زینت کو چھپائے اور پردہ پوشی کے کام آئے اس سے اس کے برعکس خود فتنہ کو دعوت دینے کی غرض پوری کی جائے گی۔ اور طرفہ تماشا یہ ہے کہ اس کے باوجود یہ مسلمان عورت اس خوش گمانی میں مبتلا رہے گی کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت کرلی۔ اور اوڑھنی اوڑھنے کے متعلق اللہ تعالیٰ کے فرمان کی تعمیل کردی!

اے خاتون اسلام! تو اچھی طرح ذہن نشین کرلے کہ جو بات تیرے دل کی گہرائیوں میں پوشیدہ ہے اللہ کو اس کا خوب علم ہے۔ یہ ذوق خودنمائی اور حسن و جمال کی نمود و نمائش کا شوق اور تبرج و بے حجابی اور بے شرمی و بے حیائی کا روگ جو تیرے دل کو لگ گیا ہے اللہ کو اس کی پوری پوری واقفیت ہے۔ تیرے دل کا چور اور تیرے نفس کا حیلہ فریب اللہ سے چھپا ہوا نہیں ہے۔ تیری یہ ناپاک خواہش کہ غیر مردوں کی حریص نگاہوں کے سامنے تو بن سنور کر آئے اور حسین و جمیل ظاہر ہو اور تیری ناپاک کوشش کہ ہر گھورنے والے مرد کی نگاہ ہوس میں تو کھب جائے اور اپنے ناز و ادا اور عشوہ اور غمزہ سے مردوں کے دلوں پر فتح پائے۔ خواہ یہ تیرے دوپٹہ کے خوش ادائی کے ساتھ اوڑھنے سے ہی کیوں نہ حاصل ہو تو خوب سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں ہے۔

اے خاتون! تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ تیری یہ فتنہ پرور ادا اور دلکش انداز سے دوپٹہ اوڑھنا بھی تبرج ہے اور بے حجابی اور بے حیائی ہی میں داخل ہے۔ اس گناہ پر اللہ تعالیٰ تجھ سے آخرت میں یقیناً مواخذہ فرمائے گا اور تجھے سخت سزا دے گا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے قول لیضربن بخمرھن علی جیوبھن (اور ڈال لیں اپنی اوڑھنی اپنے گریبانوں پر) کے فوراً بعد ہی لا یبدین زینتھن (اپنی زینت اور سنگھار کی نمائش نہ کرتی پھریں!) کی قید لگادی ہے اور صاف وضاحت فرمادی ہے کہ صرف دوپٹہ یا اوڑھنی ایک ایسی بے حیا اور آزاد مزاج آوارہ خاتون کے لئے کافی نہیں جو اپنے زیب و زینت' آرائش و زیبائش' بناؤ سنگھار اور حسن و جمال کی نمود و نمائش کی حریص ہو۔ اور ہاں اے بی بی! ذرا اللہ کے اس قول پر بھی نظر رہے کہ لا یضربن بارجلھن لیعلم مایخفین من زینتھن (زمین پر اپنے پاؤں نہ مارتی پھریں تاکہ وہ زینت اور زیور جو پوشیدہ ہیں وہ بج کر روشناس ہو جائیں) معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان تمام دواعی اور محرکات سے منع فرمایا ہے جو غیر مردوں کی نگاہوں کو عورت کی زینت مستور اور چھپے ہوئے سنگھار کی طرف مائل کرنے والی ہوں اور یہ صرف زمین پر پاؤں مار کر نہ چلنے

پر منحصر نہیں ہے بلکہ اس ممانعت کے اندر عورت کا تیز خوشبو لگا کر باہر نکلنا اور اسی قسم کی تمام وہ دوسری باتیں بھی شامل ہیں جن سے عورت کی خودنمائی' نمود حسن اور ظہور جمال میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور ہاں ذرا اللہ کے اس قول یخضعن بالقول فیطمع الذی فی قلبہ مرض (تم بات میں لوچ اور لگاوٹ کا انداز نہ پیدا ہونے دو کہ جس کے دل میں روگ ہے وہ کوئی غلط قسم کی امید (طمع) باندھ بیٹھے) پر بھی غور کرنا اور نگاہ تدبر سے کام لینا۔

بیبیو! خبردار رہنا کہ تبرج' خودنمائی اور بے حجابی کا تعلق صرف لباس ہی سے نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق عورت کی آواز سے بھی ہے۔ کسی شریف مسلمان بی بی کو اپنی آواز اور لہجہ میں لوچ اور نزاکت' گفتگو میں لگاوٹ اور گھلاوٹ' اپنے کلام میں شیرینی' موسیقیت و جاذبیت اور دلکشی نہ پیدا کرنی چاہئے۔ اور میٹھے رسیلے بول منہ سے اس طرح نہ نکالنے چاہئیں کہ دل کے چور کا شبہ ہو جو مرد کے دل کے روگ کو بڑھائے اور اس کے نفس میں کوئی غلط قسم کی خواہش یا طمع پیدا کرے' تمہارا لب و لہجہ تمہارے نفس کی کسی ناجائز خواہش یا بری نیت کا غماز نہ ہو کیونکہ زبان دل کی ترجمان ہے اور کلام مضمون قلب کا عنوان ہے۔

اے بیبیو! رسول اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد پیش نگاہ رہے۔ اذا خرجت المرا متعطر فانھا زانیۃ (جب عورت عطر میں بسی ہوئی گھر سے باہر نکلتی ہے تو بلاشبہ وہ زانیہ ہوتی ہے۔)

اے عقل والیو! سوچو! اور اللہ کی آیات اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ارشادات پر غور کرو۔ اور ان کے اندر اسلامی آداب کی' حکمت و موعظت کی اور تزکیہ نفس اور پاکیزگی اخلاق کی جو تعلیمات ہیں اور گناہوں اور اخلاقی گندگیوں سے پاک و صاف رہنے کی جو ہدایات ہیں ان پر نگاہ تدبر ڈالو اور ان شدید احتیاطوں کو اور ان تاکیدی کلمات کو ملحوظ خاطر رکھو جو تمہارے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے ہیں اور ہر اس بات سے دور رہنے کی تاکید کی ہے جو تمہارے قدموں میں لغزش پیدا کرنے کی موجب ہو۔ یا اسلامی نظام اور اخلاق و معاشرت کو درہم برہم اور متزلزل کرنے کی دعوت دیتی ہو۔ اس حرص طمع سے بڑھ کر اور کونسی حرص و طمع ہو سکتی ہے جس کے متعلق خود اللہ تعالیٰ مسلمان عورت کو یہ حکم دیتا ہے او فرماتا ہے کہ نہ تو کوئی بوالہوس مرد کسی پاکدامن عورت کی آرائش جمال سے اپنی حریص آنکھ سینکنے پائے اور نہ کسی عفیفہ کی رسیلی' مترنم اور شیریں آواز کسی غیر محرم مرد کے لئے فردوس گوش بننے پائے اور نہ کسی اجنبی مرد کے مشام جاں کو عفیفہ عورت کے گیسوئے عنبریں کی عطر بیز لپٹیں معطر کر کے اسے از خود رفتہ بنانے پائیں اور نہ کسی پاکدامن کی مخفی زینتوں اور اس کے زیوروں سے مرصع مستور جسم کا تصور تک کسی غیر محرم کے حاشیہ خیال میں آنے پائے۔ یہ

تمام احتیاطی تدابیر اسلام نے اس لئے خاص طور سے ملحوظ رکھیں کہ وہ ہر شریف عورت کی عفت و عصمت کو اپنے نظام اخلاق کے مضبوط قلعہ میں اور عفیفہ عورت کے ناموس کو اپنے نظام معاشرت کی مستحکم پناہ گاہ میں بالکل محفوظ و مامون کردے اور فساق و فجار کی نگاہوں سے دور رکھے یعنی ان کی نظر کے تیروں کی آماجگاہ نہ بننے دے۔

اگر لوگ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے اس نظام اخلاق اور صراط مستقیم پر پھر سے جادہ پیما ہوجائیں تو یقیناً اس منزل حقیقت تک ان کی رسائی ہوجائے گی کہ اللہ تعالیٰ نے جس جس چیز کو حرام اور ممنوع قرار دیا ہے بلاشبہ اس میں مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے سخت مضرتیں ہیں' شدید نقصانات ہیں' اور اللہ تعالیٰ نے جس کام کے کرنے کا حکم دیا ہے اس میں افراد اور جماعت (سوسائٹی) دونوں کے لئے فوائد بھلائیاں اور خیر و فلاح مضمر ہیں اللہ علیم و خبیر ہے اس لئے اس نے چاہا کہ ہمیں تمام ضرر رساں چیزوں سے محفوظ رکھے اور اپنی آیات کریمہ اور نصائح حکیمہ سے ہماری سیرت و اخلاق کی تربیت و تعمیر کرتا رہے اور ہمارے لئے پاکیزہ زندگی اور حیات طیبہ کے اسباب مہیا فرمائے اور ہمیں ایک ایسی خوشگوار اور صاف ستھری زندگی عطا فرمائے جس میں ہر قسم کی دنیوی بدنصیبی اور اخروی بدبختی کافور ہو' جو عسرت و تنگدستی کی زحمت سے دور ہو اور جو دنیا و آخرت کی تمام کامرانیوں اور کمال خوش بختیوں سے معمور ہو۔ بیشک اللہ بڑا شفقت والا اور بڑا رحم والا ہے۔ واللہ رؤف رحیم۔

عورت کا بناؤ سنگھار کر کے اپنی نمائش کرتے پھرنا اس کا زیب و زینت کے ساتھ آراستہ پیراستہ ہو کر بے محابا مردوں کے سامنے آنا اور اپنی آرائش جمال اور زیبائش حسن کی غیر مردوں کے سامنے نمود و نمائش کرنا بڑی ہی شرانگیز بدی اور انتہائی فتنہ خیز برائی ہے یہی مردوں کے نفوس کے اندر حیوانی شہوات کے فتنہ خوابیدہ کو جگاتی ہے' ان کی خواہش نفس کی چھپی ہوئی چھوٹی سی چنگاری کو ہوا دے کر اسے شعلہ جوالہ بنا دیتی ہے۔ عورت کے حسن عریاں اور اس کے جمال آشکار کی مثال ان لذیذ' خوش ذائقہ' خوشبودار اور خوش رنگ کھانوں کے کھلے ہوئے دلکش خوانوں کی سی ہے جو بھوکے آدمیوں کے سامنے پیش کردیئے جائیں۔ ظاہر ہے کہ ان کی رنگینی دیکھ کر' ان کی خوشبو کو سونگھ کر انسان کی سوئی ہوئی بھوک بھی جاگ اٹھے گی اور کھانے کی خواہش بھی بھڑک اٹھے گی۔ بری نگاہ نفسانی جذبات کی آگ پر تیل کا کام کرتی ہے۔ آنکھیں اور دوسرے حواس خمسہ ہمارے نفس کے سامنے جن چیزوں کو خوشنما اور دلکش بنا کر پیش کرتے ہیں ہمارا نفس بھی ان ہی چیزوں کا خواہش مند ہوتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے پہلے مسلمان مردوں کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ اس کے بعد اپنا یہ حکم ارشاد فر" "یحفظون فروجھم" یعنی اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے رہیں۔ اسی طرح مسلمان عورتوں کو پہلے یہ حکم دیا کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اس کے فوراً بعد یہ حکم دیا کہ و یحفظن فروجھن یعنی اپنے اندیشہ کی جگہوں کی حفاظت کریں اور اپنے حدود ستر کی نگہداشت کا پورا پورا اہتمام رکھیں۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ انسان کی نگاہ ہی بدکاری کی پہل کرتی ہے۔ اسی لئے مسلمان مردوں اور عورتوں کی نظر کو آزاد چھوڑنے اور نگاہ کی چوری سے بچنے کی تاکید فرمائی گئی ہے اور آنکھوں کو بے محابا آزاد چھوڑنا اور نگاہوں کو شتر بے مہار کی طرح بے باک رکھنا جرم اور خیانت قرار دیا گیا ہے اور اس سے تاکیداً روکا گیا ہے کہ ان ہی باتوں سے مرد اور عورت دونوں کی نفسانی خواہشیں اثر پذیر ہوتی ہیں۔ اسی لئے ایک عفیف پاکباز اور خدا ترس مسلمان مرد کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنی بیباک اشہب نگاہ میں شرم و حیا کی لگام ڈالے اور اپنے رہوار چشم کو عفت و پاکیزگی کی باگ ڈور پہنائے تاکہ ان تمام محرکات و دواعی سے نجات حاصل کرے جو اس کے قدموں میں لغزش پیدا کرنے والی ہوں اور اس کے جذبات کو برانگیختہ کرنے والی ہوں۔ کیونکہ شہوت اسی وقت جاگتی ہے جب اسے جگایا جائے اور جنسی بھوک اسی وقت بھڑکتی ہے جب اسے دعوت نظارہ دے کر بھڑکایا جائے۔

ایک بے شرم اور بے حجاب عورت یعنی متبرجہ کی مثال اس دہکتے ہوئے انگارے کی سی ہے جو سوکھی لکڑی کے لئے پیغام ہلاکت ہے۔ یہ مجسمہ فتنہ بدوش' یہ سیہ کار گناہ آغوش وہ آتش پرکالہ ہے جو اپنے حسن جہاں سوز سے بندگان خدا کے دین و دانش کو پھونکتی ہے' ان کے عقل و ہوش کو خاک و سیاہ کرتی ہے اور اپنے پورے ماحول میں شر و فساد اور ذلت و نکبت کی آگ پھیلا دیتی ہے۔ ایسی عورت جو شاہراہوں میں' گلیوں اور کوچوں میں بے پردہ نکلتی ہے اور عام مجلسوں میں' مخلوط محفلوں میں' پبلک کانفرنسوں میں بے باکانہ شریک ہوتی ہے اور شمع انجمن اور زینت محفل بنتی ہے' اسے یقیناً فساق و فجار' غنڈے اور شہدے (چاہے وہ ادھیڑ عمر کے ہوں یا نوجوان ہوں) حریصانہ نگاہوں کا ہدف بناتے ہیں۔ وہ بدنظر' نفس پرست اور خواہشوں کے رسیا اس عورت کے جسم کے ابھار اور بدن کے گداز کی چپقلش کے سہارے نجاست کی بھوکی مکھیوں کی مانند اپنی خائن آنکھوں سے اس کی طرف جھپٹتے ہیں اور اپنی ناپاک روح کی تسکین کا اور حرص و ہوس کی آسودگی کا کام لیتے ہیں۔ حقیقت میں یہ بے پردگی اور تبرج وہ خوفناک کلہاڑی ہے جس سے امت مسلمہ کے ٹکڑے کئے جاتے ہیں ... دودھاری تلوار ہے جس سے پاکیزہ اخلاق کا خون ہوتا ہے۔

ہر وہ عورت جو دلہن کی طرح بن سنور کر پردہ سے بے باکانہ باہر نکل آتی ہے وہ زبان حال سے یہ اعلان کرتی ہے۔ "کوئی شوقین ہے جو میرے اس حسن و جمال کی داد دے؟ کوئی وصال کا طالب ہے جو شربت وصل پئے اور پلائے؟"

ایسی عورت اپنے حسن و جمال کی آرائش اور اپنی سج دھج کے کمال کو مردوں کے سامنے اس طرح نکھار کر پیش کرتی ہے جس طرح کوئی تاجر اپنا مال تجارت خریدار کے سامنے خوب سجا کر پیش کرتا ہے یا جس طرح کوئی حلوہ فروش اپنی مٹھائیاں خوشنما رنگوں سے رنگ کر چاندی کے تابناک ورق لپیٹ کر اور چمکیلے تھالوں میں سجا کر اپنی دکان میں آنے جانے والے ہر گاہک کے لئے پیش کرتا ہے تاکہ للچائی ہوئی نگاہیں اس کی طرف لپکیں' دیکھنے والوں کے منہ میں پانی بھر آئے' رال ٹپکیں دلوں میں شوق کی آگ بھڑکے اور خریداروں کی تعداد میں دن دوگنی رات چوگنی ترقی ہو۔

اے سبحان اللہ! عورتوں کی انجوبہ طرازیوں اور کرشمہ سازیوں کے بھی کیا کہنے ہیں! سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر ایک شریف خاتون' ایک پاک دامن بی بی' ایک عفیفہ عورت کی غیرت و حمیت اسے کس طرح قبول کر سکتی ہے کہ وہ کسی غیر محرم مرد کی نگاہ توجہ کو اپنی جانب منعطف کرے اور زبان حال سے یہ کہے۔

پھر کہئے کس امید پہ ہم زندگی کریں
جب آپ التفات ذرا بھی نہ کیجئے

ایک غیور عورت کی خودی اور خوداری اسے کس طرح گوارا کر سکتی ہے کہ وہ اجنبی مرد کو اپنی خوبصورتی' آرائش و زیبائش اور نمائش کے ذریعے دعوت نظارہ دے۔ محبت کی پینگیں بڑھائے اور اپنی تمنا اور آرزو کرنے کا موقع بخشے۔ ایک شریف اور پارسا خاتون جسے اپنی عفت ہر قیمت پر محبوب ہے' اور جو اپنی عزت و ناموس کو دولت بیش بہا سمجھتی ہے' اس کا چہرہ تو اس طرح کی بات کے تصور ہی سے مارے شرم کے سرخ ہو جائے گا اور اپنی زینت کو چھپانے میں بڑی شدید احتیاط سے کام لے گی۔

میں نے خود اپنے کانوں سے ایک بدکار مرد کو یہ کہتے سنا (اور افسوس ہے کہ آج ہماری سوسائٹی میں ایسے ہی شہدوں کی کثرت ہے) وہ مرد ایک نوجوان' خوبصورت' بنی سنوری عورت کو دیکھ کر ایک دوسرے مرد سے کہہ رہا تھا۔ "اے کاش یہ نوجوان حسینہ' یہ مست شباب عورت میری آغوش الفت میں ایک رات ہی رہتی!" اور وہ اس حسینہ کی طرف گرم گرم نگاہوں سے گھور رہا تھا۔ اس کی آنکھوں سے سیہ کاری و فحاشی کے شعلے نکل رہے تھے' نگاہوں سے فسق و فجور اور گنہگاری کے شرارے اڑ رہے تھے پھر میرے قریب ہی ایک دوسرا مرد ایک نیم بے حجاب عورت کو دیکھ کر یہ کہہ رہا تھا۔ "ان شامت زدہ عورتوں کے سایہ سے بھی بھاگو۔ آخر ہم گوشت اور خون سے بنے ہوئے انسان ہیں کوئی پتھر کے گونگے بہرے بت نہیں ہیں۔"

افسوس و حسرت ہے ان عورتوں پر جو شرم و حیا' عفت و عصمت کے سارے حدود توڑ کر باہر نکل آئیں' اگر عورت اپنے احتشام و احترام اور وقار و تمکنت کا پاس و لحاظ رکھتی' اگر وہ اس بے راہ آزادی اور نوضویت (انارکی) سے دور رہتی اور اپنی رفتار و گفتار' لباس و پوشاک میں اسلام کے مقرر کردہ حدود سے انحراف اور اسلامی نظام معاشرت سے بغاوت نہ کرتی تو آج ہماری سوسائٹی میں یہ تباہ کن اخلاق بگاڑ ہرگز رونما نہ ہوتا۔ یہ معاشرتی شر و فساد اس بری طرح نہ پھیلتا۔ آج پوری کی پوری قوم کا شیرازۂ اخلاق بکھر چکا ہے۔ آج ملت اسلامیہ اپنی عزت و شوکت کے تمام اسباب کھو کر دنیا کی تمام اقوام میں سب سے زیادہ ذلیل و خوار ہو چکی ہے۔ اور ہم مسلمان دنیا کی دوسری قوموں کے لئے محض ایک سامان تمسخر و استہزا بن کر رہ گئے ہیں۔

ایک عورت کے لئے شرم و حیا' تمکنت و وقار اور اپنی نظریں نیچی رکھنا وہ اعلیٰ خوبیاں ہیں اور بیش بہا سلاح ہیں اور وہ مضبوط ترین سپر اور زرہ بکتر ہیں جو عورت کی عزت و ناموس کی حفاظت و صیانت میں بہت بڑا دخل رکھتی ہیں۔ ان ہی اخلاقی اسلحہ سے پورے نظام خاندان کی حفاظت ہوتی ہے۔ کتنی گنہگار نگاہیں ہیں جو در حقیقت ہمارے معاشرے میں فتنہ و فساد کا موجب ہوتی ہیں' خون خرابہ اور نفاق و شقاق کا اصلی سبب بنتی ہیں اور زن و شو کے درمیان افتراق کا باعث ہوتی ہیں۔ یہی نگاہیں اولاد کے اندر باہمی نفرت و عداوت اور شقاوت قلب کا بیج بوتی ہیں۔ یہ نگاہ بد وہ بری بلا ہے جس کے متعلق ایک عربی شاعر کہتا ہے۔

نظرة فابتسامته فسلام
فکلام فموعد فلقاء

اف نگاہ! ارے! یہی تو سب کچھ ہے۔ اس کا آغاز محض ایک معصوم تبسم سے ہوتا ہے۔ پھر یہ سلام شوق کے پیکر میں جلوہ گر ہوتی ہے۔ س کے بعد پیام محبت کا روپ بھرتی ہے اور پھر وعدہ ملاقات پھر وصل۔

دوسرا شاعر کہتا ہے۔

کل الحودث مبداھا من النظر
و معظلم النار من مستصر الشرر

تمام حادثوں اور فتنوں کی ابتدا نگاہ سے ہی ہوتی ہے۔ آگ کے بڑے بڑے الاؤ ایک چھوٹی سی چنگاری کا نتیجہ ہوتے ہیں۔

کم نظرة فتلت فز قصب
جبھا فتل اسھا بسالقوس وصاوتر

کتنی فتنہ خیز نگاہیں ہیں جو بے تیر و کمان کے اپنے ساتھی کے قلب و جگر میں اتر جاتی ہیں اور تیر کے مانند انہیں چھید ڈالتی ہیں۔

یسر مقلته ماضر مھجته
لامرحبا بسرور جاء بالضرور

اس کی نگاہ ناز نے اس مشکل کو آسان کر دیا جس کو خون دل نے بھی دشوار تر کر دیا تھا۔ کوئی شخص اس مسرت و خوشی کا خیر مقدم نہیں کیا کرتا جو مضرتوں اور کلفتوں کو بھی اپنے جلو میں ساتھ لائے۔

ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ
صبر رخصت ہوا ایک آہ کے ساتھ

یہ انسان کی نگاہ ہی ہے جو انواع و اقسام کے مرغوب لذیذ اور خوش رنگ کھانوں کو دیکھ کر لذت اندوز ہوتی ہے۔ عمدہ عمدہ خوشنما رنگ برنگ کے پھلوں کو دیکھ کر نگاہ وہ وہ مزے لیتی اور وہ وہ لذت حاصل کرتی ہے کہ خود انسان کے کام و دھن بھی ان سے وہ لذت اور مزے حاصل نہیں کر سکتے۔

جب انسان دنیا کی اور دوسری خوشنما چیزوں اور حسین مناظر کو دیکھ کر لطف اندوز ہو سکتا ہے تو پھر وہ حسن و جمال کی جیتی جاگتی انسانی تصویروں کی خوبی و زیبائی کی ان چلتی پھرتی مورتوں کو' ان دلکش اور نظر فریب صورتوں کو گوشت و پوست سے بنے ہوئے لذت و لطف کے مجسموں کو اور ناز و ادا اور عشوہ و غمزہ کے پیکروں کو دیکھ کر کیوں لذت و سرور نہ حاصل کرے گا؟ اور نگاہ کے سارے مزے کیوں نہ لوٹے گا؟

اسی لئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

العین تزنی و زناھا النظر
آنکھیں بھی زنا کرتی ہیں اور ان کا زنا نگاہ بد ہے۔

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے۔

کل من ینظر الی مراۃ لیشتھیھا فقد زنی بھا فی قلبھا۔

جو مرد کسی اجنبی عورت کی جانب شہوت سے دیکھتا ہے تو گویا وہ واقعی اس کے ساتھ زنا کا مرتکب ہوتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ نگاہ کے ذریعہ سے کسی غیر محرم عورت سے متمتع ہونا بھی زنا کی ایک قسم ہے کیونکہ اس میں لذت اندوزی کا ایک وافر حصہ موجود ہے اور عورت سے متمتع ہونے کا ایک اہم جز اس نگاہ کے اندر بھی موجود ہے یہی وجہ ہے کہ مرد عام طور پر خوبصورت عورت کی طرف مائل ہوتا ہے لیکن بدصورت عورت کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے حالانکہ نسائیت اور عورت ہونے میں دونوں برابر ہیں۔

مختصر یہ کہ نگاہ کی لذت بھی ایک بڑی لذت ہے۔ لوگ اپنی اس گراں قدر دولت کی کس قدر مقدار محض اپنی نگاہوں کی تسکین کی خاطر اور صرف نظر کے لطف و مزہ کے لئے پھونک ڈالتے ہیں۔ مثلاً" اپنے گھروں کو دلکش طریقہ سے سجاتے ہیں۔ دیواروں اور چھتوں کو خوشنما پردوں اور چاندنیوں سے مزین کرتے ہیں۔ چمن لگاتے ہیں۔ پھلواریاں اگاتے ہیں اور طرح طرح کے رنگین اور جاذب نگاہ بیل بوٹے کھلاتے ہیں اور سرسبز درخت نصب کرتے ہیں اور رنگ برنگ کے خوشنما پھول کھلاتے ہیں۔ بیش قیمت فرنیچر اور شاندار قالینوں سے بنگلوں کو سجاتے ہیں اور کمروں کو آراستہ کرتے ہیں اور یہ تمام نظر فریب ساز و سامان اور یہ تمام مناظر جنت نگاہ محض نگاہوں کو آسودگی بخشتے اور آنکھوں

کے لئے لذت و سرور فراہم کرنے ہی کے لئے تو ہیں۔ اور نگاہ کی یہ لذت اندوزی تو ہر قسم کی لذت و مسرت میں شریک غالب رہتی ہے۔ یہاں تک کہ کھانے کے مزے لوٹنے میں بھی یہ سب سے زیادہ حصہ لیتی ہے۔ چنانچہ یہ مثل زبان زد خاص و عام ہے۔ "العین تاکل اکثر من الفم" آنکھ کام و دہن سے بھی زیادہ کھاتی ہے۔ نگاہ کی بھوک پیٹ کی بھوک سے بھی بڑھ کر ہوتی ہے۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

ثلاثة اعین لاتمسها النار۔ عین غضت عن محارم اللہ' وعین حرست فی سبیل اللہ وعین بکت من خشیة اللہ۔

تین قسم کی آنکھیں ہیں جنہیں دوزخ کی آگ نہیں چھو سکتی ایک وہ آنکھ جو اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے محرمات سے اپنی نگاہ بند رکھے۔ دوسری وہ آنکھ جو اللہ کے طریقے اور اس کی بتائی ہوئی راہ کی نگہبانی میں کھلی رہے۔ تیسری وہ آنکھ جو اللہ کے خوف اور اس کی خشیت سے گریاں رہے۔

اے شریف مسلمان بی بی! اپنی عفیف روح کو' اپنے ظاہر جسم اور اپنے پاک بدن کو ان ناپاک آوارہ نگاہوں کی گندگیوں سے بچائے رکھنا۔ اے بی بی! شرم و حیا کی سپر اور غیرت و خودداری کے ہتھیاروں سے لیس ہو جا تاکہ ان چور نگاہوں کے تیروں سے تو محفوظ رہ سکے۔

وہ عورت شریف' عفیفہ اور پاک دامن کبھی نہیں ہو سکتی جو زبان سے تو یہ دون کی لیتی رہتی ہے کہ وہ اپنی عزت و آبرو کے معاملے میں محتاط ہے مگر عملاً وہ کھلے بندوں اپنی بے حجابی کی صورت میں کتوں اور مکھیوں کے ہجوم میں گوشت کے لوتھڑے سر راہ لئے پھرتی ہے اور ہر بوالہوس مرد کو دعوت نظارہ دیتی ہے۔ حقیقت میں شریف اور پاکدامن عورت تو وہ ہے جو اپنے جسم کے کسی نمایاں حصہ پر بھی کسی نگاہ بد کو پڑنے کا موقع نہ دے اور کسی چشم گنہگار کے لئے یہ گنجائش ہی پیدا نہ ہونے دے کہ اس کی حوصلہ افزائی ہو اور طہارت و عفت کا دامن نظارہ بازی سے ملگجا اور داغ دار ہو جائے۔

حیا نہیں ہے زمانے کی آنکھ میں باقی
خدا کرے کہ جوانی تری رہے بے داغ

بلاشبہ عفت و پاک دامنی کے بھی اسی طرح مدارج و مراتب ہیں جس طرح بدکاری' عصمت فروشی اور بے حیائی و رسوائی کے منازل اور بے آبروئی اور فحش کاری کے درجات ہیں۔

فاحشہ عورتوں کی ایک قسم تو وہ ہے جن کے عریاں جسموں سے مرد کھیلتے ہیں' فاحشہ عورتوں کی دوسری قسم وہ ہے جن کے جسم نیم عریاں سے مردوں کی نگاہیں کھیلتی ہیں اور جن کے نیم برہنہ بدن سے مردوں کی آنکھیں مزے لوٹتی ہیں۔ پاک دامن' شریف اور عفیفہ عورت تو وہ ہے جسے اس کی شرم و حیا گھورنے والی نگاہوں سے کوسوں دور رکھے۔

جب کوئی بری نگاہ بے باکانہ اس عفیفہ پر پڑتی ہے تو اس کے احساس عفت کو انتہائی اذیت پہنچتی ہے۔ وہ تلملا اٹھتی ہے۔ اور سخت پریشان ہو جاتی ہے۔ اس پر انتہائی الم و کرب طاری ہو جاتا ہے۔ وہ بڑی سراسیمگی اور انتہائی بے چینی میں مبتلا ہو جاتی ہے اور وہ غیرارادی اور اضطراری طور پر اپنے دوپٹے کے آنچل سے اپنے کو پوری طرح ڈھانک لیتی ہے اور وہ شرافت و عزت کی چادر اور شرم و حیا کی ردا میں اپنے آپ کو چھپا لیتی ہے۔ وہ اس تصور سے بھی کانپ جاتی ہے کہ اس کی زینت و زیبائش کسی بوالہوس کی نگاہ حرص و آز کی آماجگاہ بنے۔ وہ اس سے سخت احتراز کرتی ہے کہ اس کا حسن و جمال غیر محرموں کے نگاہ و خیال کا ہدف ہو۔ اس کے برخلاف ایک فاحشہ عورت کا نفس نظارہ بازی سے لذت اندوز ہوتا ہے۔ وہ گھورنے والوں کی نگاہوں سے اور لطف حاصل کرتی ہے۔ بلکہ وہ تو غیر محرم مردوں کی لگاوٹ کی باتوں اور عشق و محبت کے اشاروں سے مسرت و انبساط محسوس کرتی ہے اور وہ اس بات کی خواہش مند ہوتی ہے کہ کسی غیر مرد کی باہیں اس کی گردن میں حائل ہو جائیں۔ غیر مرد کی نگاہیں اس کے گداز جسم سے چھیڑ چھاڑ کریں وہ ان تمام باتوں سے بے حد مسرور اور خوش ہوتی ہے ہاں ایسی ہی عورت ناپاک نفوس کے جذبات اور بری نگاہوں کے لئے "سامان لذت" ہوتی ہے۔ وہ اپنے جسم نیم عریاں کی آرائش و زیبائش میں اور اس کے نمود و نمائش میں مبالغہ سے کام لیتی ہے۔ حسن و جمال کے فروغ میں انتہائی غلو برتتی ہے اور اس طرح بے شرمی' بے حجابی' آزادی اور اخلاق باختگی کی آخری سرحد پر پہنچ جاتی ہے۔ وہ عورت ان پروانوں کے مانند ہوتی ہے جسے آتش گناہ کی شعاعیں اپنی جانب کھینچتی ہیں۔ اور وہ اس گناہ کی آگ میں کود پڑتی ہے اور جل بھن کر خاک سیاہ ہو جاتی ہے۔ پھر وہ اپنے کئے پر پچھتاتی ہے کہ افسوس صد افسوس! حرص و ہوس میں پھنس کر کتنا بڑا گناہ کر گزری۔ یہی وہ عورت ذات ہے جو خبیثہ کے مکروہ لقب اور قابل نفرت نام سے اسلامی ادب میں پکاری جاتی ہے۔ یہی وہ ہولناک ہستی ہے جسے شرم و حیا کی چادر اور عزت و ناموس کا پردہ تار تار کرنے والی کہنا چاہئے۔ اگرچہ وہ اپنی زبان سے تو یہ کہا کرتی ہے کہ میں بدچلن اور فاحشہ نہیں لیکن کیا وہ شرم و حیا کے معیار پر' شرافت و عفت کی کسوٹی پر ایک پاک دامن اور عفیفہ بی بی کی حیثیت سے پوری اتر سکتی ہے؟

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

یا ایها النبی قل لازواجک و بنٰتک و نساء المومنین یدنین علیهن من جلابیبهن ذالک ادنیٰ ان یعرفن فلا یؤذین۔

(اے پیغمبر! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ جب کسی ضرورت سے گھروں سے باہر نکلیں تو وہ اپنے چہروں پر اپنی بڑی چادر میں سے کچھ گھونگھٹ لٹکا لیا کریں۔ یہ اس بات کے قریب ہے کہ ان کا شریف زادیاں ہونا واضح ہو جائے اور وہ ستائی نہ جائیں۔)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کی عورتوں کو اس بات کی تاکید فرماتا ہے کہ وہ اپنی عزت و خودداری کو اپنی عفت و شرافت کو' حفاظت ناموس کے احاطہ میں لے لیں۔ اور اللہ تعالیٰ یہ تنبیہہ کرتا ہے کہ مسلمان عورتوں کی عظمت اور بڑائی' ان کی عزت و تمکنت' ان کی جلالت شان اور ان کی عفت و ناموس کا نشان ان کی اسی نگہداشت آبرو' اسی تطہیر اخلاق اور اسی شرافت نفس اور اسی عفت قلب اور پاکی نگاہ میں پوشیدہ ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا کہ مسلمانوں کی عورتوں کے لئے یہ بات لازمی قرار دی جائے کہ وہ گھر سے باہر نکلنے کی صورت میں اپنے اوپر جلباب (بڑی چادر) ڈال لیا کریں (یعنی گھر سے باہر نکلتے وقت معمولی لباس کے اوپر) ایک لمبی چوڑی فراخ چادر ڈال لیں جو سر سے پاؤں تک ان کے پورے جسم کو ڈھانک لے اور عورت کے لباس' اس کے جسم کے محاسن اور اس کی زینتوں کو پوری طرح چھپا لے۔ چادر کی لمبائی اور فراخی کی وجہ سے نہ ان کی رنگت معلوم ہو اور نہ شکل و صورت۔ جلباب اصل میں اس بہت بڑی لمبی چوڑی چادر کو کہتے ہیں جو ہر جانب سے عورت کے پورے جسم کو گھیر لے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مومنہ عورتوں کو اس امر کی تاکید فرمائی ہے کہ وہ اپنے ایمان و تقویٰ' دینداری اور خدا ترسی' شرم و حیا کو بدکلامیوں اور گستاخ زبانوں سے محفوظ رکھیں۔ ان کے پاکیزہ جذبات بوالہوس اور گستاخ نگاہوں سے مجروح نہ ہونے پائیں۔ پاکیزگی اخلاق کی یہ تعلیم کب اور کہاں دی جا رہی ہے؟ خود عہد سعادت نبوی میں اور مدینہ رسول کے اندر جو پاکیزگی اخلاق کا مرکز اور طہارت نفس کا گہوارہ تھا۔ اور وہاں منافقین کے علاوہ کسی فرد واحد سے بھی اس قسم کی بیجا حرکتوں کا قطعی کوئی خدشہ لاحق نہ تھا۔ تو اب ہمارے اس زمانے کی بابت اور ہمارے ان شہروں کے متعلق کیا پوچھنا ہے جب کہ پورا معاشرہ فتنہ و فساد سے معمور ہے اور ساری سوسائٹی اخلاقی بگاڑ سے بھری ہوئی ہے۔

خدارا مجھے کوئی بتاؤ کہ مسلمان بیبیاں آج کل اپنی زینتوں کو چھپانے کا التزام اور اپنے بناؤ سنگھار کی پردہ پوشی کا اہتمام کیا اسی طرح کرتی ہیں جس طرح کہ اسلام نے انہیں حکم دیا ہے جبکہ وہ باہیئت کذائی سر راہ نکلتی ہیں کہ بازو عریاں' ننگی گوری گوری پنڈلیاں اور برہنہ بلوریں سینے نمایاں۔ "متاع الشباب" کے نمود میں خاص اہتمام' کمر کس کر بدن کے پچھلے حصہ کو نمایاں کرنے کا خاص التزام' چہرے غازہ اور پوڈر سے لپے ہوئے' ہونٹ لپ اسٹک کی سرخیوں میں ڈوبے ہوئے' آنکھوں میں سرمہ کا دنبالہ! عورت یا آفت کا پرکالا! سر کھلے! بال بکھرے! آخر بے حیائی' بے شرمی اور بے حجابی کے فنون میں سے وہ کونسا فن ہے جو

اس نام نہاد شریف زادی نے دنیا کی دوسری عورتوں کے لئے چھوڑ رکھا ہو اور شرم و حیا' غیرت و حمیت اور وقار و تمکنت میں سے وہ کون سی اخلاقی دولت ہے جسے اس نے اپنی ذات کے لئے محفوظ کر لیا ہو۔

لوگو ذرا خدا لگتی کہنا! آج تم میں سے کون ہے جو ایک مسلمان شریف خاتون اور ایک مسیحی عورت یا یہودی عورت کے درمیان فرق کر سکے؟ آج کون ہے جو ایک بازاری عورت ایک فاحشہ اور فاجرہ عورت اور ایک عفیفہ' پاک دامن اور شریف بی بی کے درمیان خط امتیاز کھینچ سکے؟ یہی وجہ ہے کہ آج فساق و فجار کو اور غنڈوں اور شہدوں کو جرات ہو رہی ہے کہ وہ پاک دامن' پاکیزہ اخلاق اور باعصمت بیبیوں پر بھی اسی طرح بری نگاہ ڈالتے ہیں جس طرح بازاری عورتوں پر۔ کیونکہ گندی روح والے یہ بداخلاق مرد انہیں بھی اسی طرح اپنا "شکار" سمجھتے ہیں۔ آج شرافت کی آنکھ وہ سب کچھ دیکھتی ہے جو شریف عورتوں کی ذلت و رسوائی اور سربازار ان کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کی صورت میں آئے دن رونما ہوتے رہتے ہیں۔ آج شرافت کے کان وہ سب کچھ سنتے ہیں جو سرراہے شریف عورتوں پر گندے آوازے کسے جاتے ہیں اور شریف زادیوں سے انتہائی فحش اور شرما دینے والے جنسی مذاق کے واقعات پیش آتے رہتے ہیں۔ ہائے صد حسرت و افسوس ان عورتوں پر!

اے شریف مسلمان خاتون! تو نے اپنے سر سے جس گھڑی اپنا دوپٹہ سرکایا اسی دم تو نے اپنی عزت گنوائی' اپنی آبرو پر پانی پھیر دیا اور اپنی عصمت و حیا' اپنے وقار و تمکنت اور اپنی نجابت و شرافت کو ہمیشہ کے لئے رخصت کر دیا۔ اے بی بی سن' یہ دوپٹہ تیرے شانے سے سرک کر نہیں گرا بلکہ تیری شرم و حیا' تیری عزت و آبرو کی عمارت گر پڑی۔ یہ تیری چادر تیرے سر سے نہیں اتری بلکہ تیرے ننگ و ناموس کی چادر تار تار ہو گئی۔ گویا اس دوپٹے کے عوض تو نے ذلت و خواری اور اہانت و رسوائی کی چادر اوڑھ لی۔ اس ردائے شرافت کے بدلے تو نے بے راہ روی' آزادی اور اخلاق باختگی کا رسوائے عالم لباس پہن لیا۔ ہر چشم بینا نے تیری طرف نگاہ حقارت سے دیکھا کہ تو نے یہ کس قدر ذلت و شرم' کیسی فضیحت و رسوائی اور کتنے ننگ و عار کا کام کیا۔

اے خاتون اسلام! تیرا دوپٹہ دین اسلام کا شعار ہے' تیری چادر تقوی اور خدا ترسی کی نشانی ہے۔ تیرا برقعہ شرم و حیا' تمکنت و وقار کا ایک مضبوط قلعہ ہے۔ تیری یہ ادائے پردہ دار' تیری جلالت شان کی آئینہ دار ہے اور تیری عزت و احترام کے لئے ایک ناقابل شکست آہنی دیوار ہے۔ اے اسلام کی بیٹی! تیرا یہ دوپٹہ صرف تیرے سر کی چادر نہیں بلکہ اصل میں یہ تیرا تاج حسن و جمال ہے۔ یہ چادر ہی حقیقت میں تیرے لئے سب سے بڑی دلیل فضیلت و شرافت اور سب سے روشن برہان ادب و کمال ہے۔

اے خاتون اسلام! کہیں تو بھی عہد جدید کی ان کندہ ناتراش' جاہل' بددماغ' کند ذہن مغرب زدہ عورتوں کی طرح یہ نہ سمجھ لینا کہ تیری یہ چادر عورت کے زوال کی' اس کی جہالت و نادانی کی' اس کی رجعت پسندی کی' اس کے انحطاط اور پستی کی نشانی ہے اور عورت کی بے پردگی' اس کی بے باکی' اس کی خود نمائی اور اس کی نمود جمال و نمائش حسن اس کے علم و دانش کی اور اس کی ترقی و روشن خیالی کی دلیل ہے۔ یا عورت کی غیر محدود آزادی بے راہ روی' اور اخلاق باختگی ہی اس کی تہذیب و متمدن کی اس کی تمیز و شائستگی کی اور اس کی وجاہت و امارت کی علامت ہے! ہرگز نہیں! ہرگز نہیں!!

حقیقت میں شریف بی بی' مہذب و متمدن عورت اور باوقار و معزز خاتون تو وہ ہے جو اپنے دین و مذہب سے پوری طرح واقف ہو جو اپنے رب سے ڈرتی ہو۔ کیونکہ دین کی معرفت اور اللہ کی خشیت ہی حقیقی علم ہے۔ یہی صحیح روشنی اور اصلی نور ہے۔ ایک کمینہ عورت ایک بے حجاب عورت' ایک بے پردہ اور فاحشہ عورت جو نہ شرم و حیا کو جانتی ہو نہ اپنے پروردگار کو پہچانتی ہو بلکہ جو اپنے دین و ملت کے علی الرغم اور اپنی شرافت و عزت کے خلاف علم بغاوت بلند کرتی ہو' جو اپنے خدا اور رسول کے خلاف اعلان جنگ کرتی ہو اور جسے اپنے فسق و فجور' اپنے عصیان و طغیان' اپنی گنہگاری و سیہ کاری اور اپنی جہالت و خدا ناشناسی پر اصرار بھی ہو۔ درحقیقت وہی عورت سب سے بڑی جاہلہ ہے اور سب سے بڑی رذیلہ ہے۔ کیونکہ اپنے دین سے جاہل رہنا ہی سب سے بڑی جہالت ہے۔ اپنے رب کا خوف نہ ہونا ہی سب سے بڑی کمینگی اور دنایت ہے اور یہی سب سے بڑی رذالت' سب سے بڑی پستی اور سب سے بڑا زوال و انحطاط ہے۔ یہ وہ زوال ہے جو عورت کو انسانیت کے بلند مقام سے گرا کر جانوروں اور بہائم کی پست سطح پر لے آتا ہے۔

عورت کی قدر و قیمت اس کے شاندار' زرق برق پوشاک سے نہیں اس کے بیش قیمت نیم عریاں لباس سے نہیں اور عورت کی خوبصورتی اور اس کا حسن و جمال غازہ اور پوڈر کی مصنوعی صباحت سے نہیں' اس کے لبوں کی مستعار بازاری سرخی سے نہیں' اس کے عارض گلگوں کی عارضی رنگت سے بھی نہیں اور ہاں عورت کی رفعت و منزلت اس کی عشوہ طرازیوں اور اس کی ناز آفرینیوں سے بھی نہیں۔ بلکہ عورت کی اصل قدر و قیمت اور اس کی حقیقی دولت و ثروت تو اس کی عقل و دانش ہے' اس کی عزت و شرافت ہے' اس کا وقار و تمکنت ہے۔ ترقی وہ نہیں ہے جو مغرب زدہ جاہل' احمق' کندہ ناتراش' وضع مغربی کی اندھی تقلید کرنے والی عورتیں جسے ترقی سمجھتیں اور بتاتی ہیں۔ یعنی نیم عریاں لباس کی نئی نئی وضع' رسوا کن نیم برہنہ پوشاک کی نت نئے تراش و خراش اور جدید ترین وضع و قطع' طرح طرح کے نئے نئے فیشن' عام گزرگاہوں اور شاہراہوں میں آوارہ گھومنا پھرنا' نمائش گاہوں کی بے پردہ سیر کرنا' حیا سوز مخلوط مجلسوں میں بے باکانہ شریک ہونا ترقی نہیں ہے۔ اے خواتین اسلام! ہرگز ترقی نہیں ہے۔ بلکہ اصل ترقی تو علم و ادب میں ترقی کرنا ہے' تہذیب و اخلاق اور تمیز و شائستگی میں سبقت لے جانا ہے' علم و حکمت میں پیش قدمی کرنا ہے۔ کیونکہ عقل و خرد کو غذا بخشنے والی چیز حقیقت میں یہی علم و حکمت ہے' یہی جوہر ایمان ہے جو قلب کو پاکیزگی بخشتا ہے۔ اس سے قومیں زندہ رہتی ہیں۔ اسی کی بدولت مرد و عورت دونوں عزت و حرمت اور آزادی و استقلال کا بلند مقام حاصل کرتے ہیں۔ اور اسی کی بدولت وہ زندگی کے تمام بوجھ اٹھانے کے قابل ہوتے اور ہر قسم کی قوت و توانائی حاصل کرتے ہیں۔ شاعر کہتا ہے:

اقبل علی النفس و استکمل خصائلها
فانت بالنفس لا بالجسم انسان

(تو قلب و روح کی جانب توجہ کر اور ان کے خصائل کو پایہ تکمیل تک پہنچا کیونکہ حقیقت میں تو دل و جان کی بنا پر انسان ہے نہ کہ تن بدن کی بنا پر)

اور یہ کس قدر حکیمانہ قول ہے۔ ایک سر برہنہ تو البتہ زیب و زینت کا محتاج ہوتا ہے لیکن وہ سر جو علم و حکمت سے معمور ہوتا ہے زیب و زینت کا محتاج ہرگز نہیں۔ کیونکہ عقل و علم اس کی زینت اور زیبائش کا بجائے خود بہت بڑا سامان ہے اور حکمت و دانائی ہی اس کی اعلیٰ آرائش کی نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ولا تبرجن تبرج الجاهلية الاولى

(تم اپنے بناؤ سنگھار کی نمائش پہلے زمانہ جاہلیت کے دستور کی طرح نہ کرتی پھرو!)

یہ آیت نہایت واضح طریقہ پر اس امر پر روشنی ڈالتی ہے کہ جہل و نادانی ہی دراصل تبرج و بے حیائی کو دعوت دیتی ہے اور جہل ہی کا لازمی نتیجہ تبرج ہے۔ عورت میں جہل (دین کی عدم معرفت) جس قدر ہوگا اسی قدر وہ تبرج' بناؤ سنگھار کے اظہار اور حسن و جمال کی نمود و نمائش کی شائق اور دلدادہ ہوگی اور زمانہ جاہلیت کی مشرکہ عورتوں سے اتنی زیادہ مماثلت رکھے گی۔

وہی ہے راہ ترے عزم و شوق کی منزل
جہاں ہیں فاطمہ و عائشہ کے نقش قدم

محمد اعظم جنیاد
انکشاف پرنٹرز
پرنٹرز، پبلشرز
اینڈ جنرل آرڈر سپلائرز
فون نمبر ... دکان نمبر ...
عبداللہ ہارون روڈ، صدر کراچی

آخری قسط

افغانستان میں اسلامی طالبان کی تحریک

والی خوست و گردیز:

مولانا احسان اللہ

مولانا احسان اللہ عمر کے لحاظ سے اگرچہ نوجوان مگر میدان جہاد کے دھنی اور بااعتماد شخصیت کے مالک ہیں جب ان سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے بغیر کسی تمہید اور سوال کے جہاد اور مجاہدین اور تحریک طالبان کے اغراض و مقاصد اور پس منظر کو اس تسلسل سے بیان کیا:

"ہماری تحریک دراصل ہمارے اساتذہ کی تربیت اور محنت کا ثمرہ ہے۔ ۱۴ سالہ جہاد اور اس ملک کی معاشی اور اقتصادی بدحالی اور خود مسلمانوں کی شکستہ حالی کے پیش نظر موجودہ تحریک چلانے کا ہمارا ارادہ نہیں تھا، مگر جب حالات بہت ہی خراب ہوئے، زنا، چوری اور ڈاکہ زنی کے واقعات عام ہوگئے کسی کی جان و مال اور عزت تک محفوظ نہیں تھی اور "ظہر الفساد فی البر والبحر" کا عملی مشاہدہ ہونے لگا تو حضرت مولانا محمد ابراہیم مجددیؒ کے خلیفہ نے خواب دیکھا کہ اسلام خوبصورت شکل میں ربانی اور احمد شاہ مسعود اور حکمت یار کے پاس آیا کہ میری حفاظت کیجئے! مگر ان تینوں نے معذرت کرلی تب اسلام ایک طالب علم کے پاس گیا اور یہی مطالبہ دہرایا کہ میری حفاظت کیجئے! طالب علم نے اپنی گردن پیش کرنا چاہی تو اسلام نے فرمایا جی ہاں مجھے تمہاری قربانی کی ضرورت ہے۔ یہ اور اس طرح کے دوسرے مبشرات اس تحریک کا موجب بنے۔

اس تحریک سے قبل چونکہ جہاد اور قربانی کے مقاصد صحیح معنی میں حاصل نہیں ہوئے تھے اس لئے خود ہمیں بھی جہاد کا نام لیتے ہوئے شرم آنے لگی تھی بلکہ لادین طبقے نے اپنی پوری قوت سے اسلام اور جہاد کو بدنام کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ اس دور میں ایسا بھی ہوا کہ درندگی اور سفاکی کے بعض مناظر فلمائے گئے اور ان کی ویڈیو کیسٹس بنا بنا کر عام کی گئیں تاکہ سادہ لوح مسلمانوں اور اسلام دشمن طبقہ کو بتلایا جائے کہ یہ ہے اسلامی جہاد اور اس کے ثمرات! کیونکہ ربانی حکومت کے دور میں

مولانا سعید احمد جلالپوری

ایسے ایسے مذموم اعمال کئے گئے کہ سر شرم سے جھک جاتے ہیں، لیکن اب بحمد اللہ میرا دعویٰ ہے کہ اگر کوئی عورت رات کے دو بجے زیورات سے سج دھج کر بھی نکلے تو مجال نہیں کہ کوئی اس کی طرف بری نگاہ سے دیکھ سکے۔ اسی طرح آپ کہیں سونا، چاندی یا دوسرے اموال رکھ دیں اگر چوری ہوجائیں تو میرے دونوں ہاتھ کاٹ دیئے جائیں۔ جہاں تک امن و امان کا مسئلہ ہے اس کے لئے ہمارے حامی تو کیا مخالف بھی قائل اور گواہ ہیں چنانچہ "کشل" جدید جو سابقہ حکومت کے حامی لوگوں کا علاقہ ہے ان کا اور ان کی عورتوں کا پیغام آیا ہے کہ آپ حضرات کی حکومت پر ہم زندگی کا صحیح لطف اٹھا رہے ہیں ورنہ اس سے قبل ہمارا یہ حال تھا کہ عصر کے بعد ہم گھر سے باہر نہیں نکل سکتے تھے، ہر وقت دھڑکا لگا رہتا تھا کہ کب اور کون ہمارے گھر میں کودے گا اور ہماری عصمتیں تار تار ہوں گی۔"

وزیر امنیہ (آئی جی)

مولانا عبدالصمد عمر تقریباً "۲۴ سال" درمیانے قد کے نہایت ہی متدین شخصیت کے مالک ہیں۔ خوبصورت چہرے پر بھری داڑھی کے باعث بارعب اور متانت و سنجیدگی کے پیکر، بائیں ہاتھ میں پلستر چڑھے ہوئے اس نوجوان سے ملاقات ہوئی تو نہایت ہی خوشگوار موڈ میں انہوں نے جس طرح تیز و تند سوالات کے جواب دیئے ان میں سے کچھ حوالہ قارئین ہیں:

سوال — آپ نے ۱۴ سال تک دشمن سے برسرپیکار، جنگ جو اور اسلحہ سے لیس قوم پر کس طرح قابو پایا؟

جواب —— شہر قندہار میں اس وقت ۴۰ پولیس چوکیاں ہیں اور ہر ہر چوکی پر بیس بیس افراد کی نفری ہے یہ چوکیاں رات دن کام کرتی ہیں۔ رات کو البتہ دن کے مقابلہ میں گشت بڑھ جاتا ہے۔

رہی یہ بات کہ عوام اور دہشت گرد کس طرح قابو میں آئے تو اس کا سادہ سا جواب یہ ہے کہ مجرم کا کوئی ضمیر اور اس کی زندگی کا کوئی نصب العین نہیں ہوتا، بلکہ ان کا ہدف اور نقطہ اتحاد مفاد ہوتا ہے لہٰذا چور ڈاکو چاہے آپس میں کتنے ہی متحد نظر آئیں وہ قلبی طور پر متحد نہیں ہوتے، ان میں تشتت و انتشار ہوتا ہے۔ چونکہ یہ لوگ چور تھے، ڈاکو تھے اور ان کا ضمیر مجرم تھا اور ان کا آپس میں اختلاف تھا اس لئے طالبان کے سامنے نہیں ٹک سکے۔ اور وہ ڈر کر بھاگ گئے۔

سوال ...... ربانی حکومت میں ایسا کیوں نہ ہوا؟

جواب ...... ربانی اور احمد شاہ مسعود کی حکومت کے کمانڈروں میں خود اختلاف تھا اگر کوئی ایک کمانڈر کسی سے ناراض ہوتا تو وہ دوسرے کی چھتری کے نیچے جاکر پناہ لے لیتا لہٰذا کمانڈروں کے گماشتہ چور اور ڈاکو بڑی بے باکی سے وارداتیں کرتے اور ان کے کمانڈر اپنی مجبوری کے تحت ان کا تحفظ کرتے دوسرے لفظوں میں احمد شاہ اور ربانی کے کمانڈر مجرم تھے لیکن احمد شاہ اور ربانی خود بااختیار نہیں تھے' اس خوف سے کہ کہیں ہمارے کارکن ہمارے مخالف سے نہ مل جائیں' سب کچھ ہوتا ہوا دیکھتے' مگر کچھ نہیں کرسکتے تھے' بحمد اللہ چونکہ طلبہ تحریک کی شوریٰ ہے۔ اس میں تمام کے تمام علماء اور طلبہ ہیں' ضمیر مجرم نہیں ہیں۔ ان کے سامنے نفاذ اسلام کے علاوہ دوسرا کوئی مقصد نہیں اس لئے یہاں کسی جرم اور مجرم کی کوئی گنجائش نہیں۔"

وزیر اطلاعات:

مولانا عبدالحکیم منیب' تقریباً" ۲۵ سال کے نوعمر عالم دین ہیں رفتار و گفتار میں دھیما پن اور مزاج میں نہایت ہی سلجھاؤ اور تدبر کی غمازی ہے۔ وہ ہمارے وفد کے ساتھ کراچی سے گئے تھے' ان سے مواصلات کے نظام سے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا:

"ٹی.وی اسٹیشن کے بارہ میں ہم نے مقامی علماء کرام سے استفسار کیا تو انہوں نے عدم جواز کا فتویٰ دیا۔ پھر ہم نے دوسرے متعدد اکابر علماء سے رجوع کیا کہ شاید جواز کی کوئی ممکنہ صورت نکل آئے اور اتنے بڑے سرمایہ سے لگائے گئے منصوبہ کو ضائع ہونے سے بچالیا جائے۔ لیکن ہر طرف سے یہی جواب آیا کہ ٹی وی کے جواز کی کوئی صورت نہیں۔ تب بحمد اللہ ٹی وی اسٹیشن کو بم مار کر اڑا دیا گیا۔

ریڈیو

جہاں تک ریڈیو اسٹیشن کا تعلق ہے تو علماء کے مشورے اور فتوے سے اسے باقی رکھا گیا ہے البتہ اس کے تمام پروگراموں کو اسلامی خطوط پر ترتیب دیا گیا ہے۔

ریڈیو قندھار کا نام "صدائے شریعت" ہے جس میں شام ۶ بجے سے رات ۹ بجے تک نشریات جاری رہتی ہیں۔ قندھار اور اس کے قرب و جوار کے پندرہ پندرہ کلومیٹر تک کے علاقہ میں اس کی نشریات سنی جاسکتی ہیں"۔

ریڈیو پروگرام

تلاوت قرآن اور اس کا ترجمہ' احادیث شریف کا ترجمہ' مفید نظمیں' علماء کی تقاریر' حمد و نعت' خبریں' اوقات نماز' اذان اور دیگر اسلامی اور شرعی پروگرام نشر ہوتے ہیں۔"

ریڈیو قندھار کے ڈائریکٹر اور پروڈیوسر نہایت سنجیدہ مزاج جید عالم دین ہیں ان سے ہماری ملاقات ہوئی تو ان کی شخصیت کو دیکھ کر یقین نہیں آتا تھا کہ یہ ریڈیو پروگرام کے انچارج ہیں؟

وزیر خارجہ

ملا مفتی معصوم صاحب یہ ۲۴ سالہ نوجوان جامعہ اشرفیہ لاہور سے دورہ حدیث شریف کی فراغت کے بعد حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب کی زیر نگرانی "دارالافتاء و الارشاد" میں تخصص فی الفقہ اور فتویٰ نویسی کی سند حاصل کرچکے ہیں۔ یہ اسم بامسمی کم گو' پیکر عجز و انکسار پورے سفر میں تقریباً" ہمارے ساتھ رہے طالبان کی اس تحریک کے ساتھ ان کو جو دلی لگاؤ' محبت و الفت اور عقیدت ہے اس کا تعلق تحریر سے زیادہ مشاہدہ سے ہے۔ انہوں نے تحریک کے مستقبل کے اہداف و پروگرام کے بارہ میں بتلایا:

"یہ تحریک محض اسلام کے نفاذ اور بدامنی ختم کرنے کے لئے شروع کی گئی ہے۔ چنانچہ بحمد اللہ ہمارے زیر انتظام علاقوں میں مکمل اسلامی نظام نافذ ہے' حدود و قصاص کا پورا نظام اپنی اصلی شکل میں موجود ہے۔ اگر جرم تمام شرعی شہادتوں کے ساتھ ثابت ہوجائے تو حدود نافذ ہوتی ہیں۔

اسی کی برکت ہے کہ اس ایک سالہ مدت میں یہاں قصاص کے تین مقدمات پیش ہوئے اور تینوں میں شرعی شہادتوں کے بعد قصاص نافذ ہوا ہے ان میں سے دو قتل اس تحریک کے زمانہ سے پہلے کے تھے البتہ ان کے استغاثے ہمارے دور حکومت میں دائر ہوئے جبکہ ایک واقعہ طالبان کی اسلامی حکومت کے قیام کے بعد کا تھا۔ بحمد اللہ اس ایک سالہ مدت میں چوری کا کوئی کیس سننے میں نہیں آیا۔

اسلامی نظام کی برکت کا ایک اور تابناک پہلو یہ بھی سامنے آیا ہے کہ لوگوں کو مواخذہ و محاسبہ آخرت کی فکر دامن گیر ہورہی ہے چنانچہ اس بوڑھے آسمان نے اس سرزمین میں اس کا مشاہدہ بھی کیا کہ ایک شخص قاضی صاحب کے پاس خود بخود حاضر ہوکر کہتا ہے کہ مجھ سے گناہ سرزد ہوا تھا آپ مجھے پاک فرمادیں۔ قاضی نے شرعی اصولوں کے مطابق تین بار اعراض کیا مگر جب چوتھی بار اقرار کیا تو شرعی حد نافذ کی گئی۔ بعض لوگ ایسے بھی دیکھنے میں آئے جنہوں نے سابقہ زندگی کی چوریوں کا مال محض اس لئے واپس کیا کہ کہیں ان پر چوری کا ثبوت پیش کرکے حد سرقہ نہ نافذ ہوجائے۔

اس سوال کے جواب میں کہ لوگوں کا حدود کے نفاذ پر کیا ردعمل ہے؟ فرمایا کہ لوگ اس پر حد درجہ خوش ہیں چنانچہ غزنی میں حد زناء کے موقع پر عوام نے خوشی اور مسرت کا جشن منایا اور نعرہ تکبیر اللہ اکبر کی صدائیں بلند کرکے ایک دوسرے کو مبارک باد پیش کی۔"

اس وقت طالبان کے زیر انتظام چھ لاکھ نفوس پر مشتمل چار لاکھ مربع میل کا رقبہ ہے۔ مگر بحمد اللہ اس پورے علاقہ میں قتل کے صرف تین کیس ہوئے' چوری کا کوئی واقعہ نہیں ہوا۔ اور زناء کا صرف ایک' اس میں بھی مجرم نے خود پیش ہوکر اقرار کیا۔ یہ سب اسلام اور اسلامی نظام کی برکات اور معاشرہ پر طالبان کی گرفت مضبوط ہونے کی علامت ہے اللہ پاک اس میں دن دوگنی رات چوگنی ترقی فرمائے۔

ربانی کی طرف سے طالبان کی مخالفت کے اسباب

جیسا کہ راقم الحروف پہلے عرض کر چکا ہے کہ طالبان کی تحریک کو سوائے دو چار جگہوں کے کہیں مزاحمت کا سامنا نہیں ہوا۔ بلکہ تائید و نصرت الٰہی سے تمام لوگوں نے بڑھ چڑھ کر اظہار مسرت اور استقبال کیا۔ بلکہ شروع شروع میں تو ربانی اور اس کے اعوان و انصار نے بھی طالبان کی تحریک کو تائید غیبی کا مظہر اور ملائکہ کی جماعت سے تعبیر کیا بلکہ ابتداء میں اسلحہ وغیرہ کی پیشکش اور ہر طرح کے تعاون کا یقین بھی دلایا حتیٰ کہ اپنے کارکنوں کو طالبان سے نہ لڑنے کے خصوصی احکام جاری کئے گالبا" اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ اپنے کمیونسٹ کمانڈروں کے کرتوتوں سے نالاں اور بیزار تھے مگر ان کے خلاف کارروائی سے عاجز، بے بس اور قاصر تھے کیونکہ ان کمانڈروں کو ان کے عیوب و نقائص معلوم تھے۔ ابتداء میں چونکہ طالبان کی تحریک کا رخ ان کمیونسٹ کمانڈروں کی جانب تھا اس لئے ربانی حکومت نے ان کو اپنے لئے نجات دہندہ تصور کیا، لیکن جب طالبان کی تحریک کو کامیابی حاصل ہوئی اور پیش قدمی کرتے ہوئے کابل کیطرف رخ کیا اور ربانی حکومت کو اسلامی قوانین کی بالادستی اور تنفیذ کے لئے کہا گیا نیز یہ بھی واضح کیا کہ ہمیں مال و دولت اور حکومت واقتدار کی خواہش نہیں بلکہ ملک میں امن و امان اور اسلامی قوانین کی تنفیذ مطلوب ہے، تب ان کی آنکھیں کھلیں اور انہیں احساس ہوا کہ یہ تو ہمارے مقاصد اور عزائم سے بالکل مختلف فکر و سوچ کے حامل ہیں۔ اب انہوں نے طالبان کے خلاف منفی پروپیگنڈا شروع کیا اور کہا کہ یہ امریکی ایجنٹ اور غیر ملکی اشاروں پر ناچنے والے ہیں وغیرہ وغیرہ

اس پروپیگنڈا سے فائدہ اٹھا کر انہوں نے طالبان کے خلاف ایک فضا بنائی اور دو ایک جنگیں لڑیں اور اس مقصد کے لئے انہوں نے تمام اسلام دشمن کمانڈروں کے علاوہ دینی ذہن کے سادہ مسلمان کمانڈروں کو بھی ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کر لیا اور "میدان شہر" کے محاذ پر انہوں نے طالبان سے ایک بھرپور جنگ لڑی، اگر طالبان کے ساتھ اللہ کی نصرت و تائید نہ ہوتی تو بلاشبہ طالبان صفحہ ہستی سے مٹ جاتے لیکن بمبار طیاروں، ٹینکوں اور پیادہ فوج کی یلغار کے باوجود طالبان نے اس جرات و جوان مردی کا مظاہرہ کیا کہ ربانی حکومت اور اس کی فوج نے میدان چھوڑنے میں عافیت سمجھی۔ اس لڑائی میں ابتدائی طور پر طالبان کے تقریبا" ڈیڑھ سو افراد مختلف جگہوں سے ربانی حکومت نے گرفتار کر لئے تھے مگر بعد میں ربانی حکومت کے ڈیڑھ ہزار فوجی بھی طالبان نے گرفتار کر لئے۔

طالبان کے قیدیوں سے ملاقات:

طالبان کے وہ حضرات جو ربانی کی قید سے رہا ہو کر آئے تھے ان میں سے ہمارے وفد کی ملاقات بھی ہوئی انہوں نے زمانہ قید کے حالات کا جس طرح تذکرہ کیا وہ انہیں کی زبانی ملاحظہ فرمایئے:

"ہم پر تشدد کیا جاتا تھا اور کہا جاتا کہ یہ کہو کہ ملا عمر اور ملا برز جان وغیرہ بے دین ہیں۔ نیز یہ کہ ہمیں پاکستان سے فی مجاہد پندرہ ہزار روپے ملتے ہیں۔ اور یہ کہنے پر مجبور کیا جاتا کہ مولانا فضل الرحمن کے ذریعہ حکومت پاکستان طالبان کی امداد کر رہی ہے۔ ہمیں جیل میں ایک دوسرے سے بات کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ جن کمروں میں ہمیں رکھا گیا تھا ان میں پانی چھوڑ دیا جاتا۔ جب پانی کسی قدر جمع ہو جاتا اس میں بجلی کا کرنٹ چھوڑ کر نہایت ہی سفاکانہ طور سے ہمیں تڑپایا جاتا۔ بعض اوقات اعضائے مخصوصہ پر کرنٹ لگایا جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے بعض رفقاء اب تک یہ محسوس کرتے ہیں کہ ہمارے اعضا میں شاید حیات و حس ختم ہو گئی ہے۔ نماز پڑھنے سے براہ راست روکنے کے بجائے ہمیں بیت الخلاء کی صفائی کی ڈیوٹی پر زبردستی لگایا جاتا بعض اوقات جان بوجھ کر ہمارے کپڑوں پر غلاظت پھینک کر ہمیں ذہنی

اکابر علماء دیوبند، مولانا عبیداللہ سندھیؒ، شاہ ولی اللہؒ کی نظریاتی اور دینی و علمی کتب کا وہ مرکز جسے ایک عرصہ سے منتظر تھے
جمعیۃ علماء اسلام، جمعیۃ طلباء اسلام کے بیجز، سٹکرز، کی رنگ، لٹریچر ٹیلی فون انڈکس، بٹوے، بال پوائنٹ جھنڈے، عید کارڈ، لفافے، آئیڈنٹی کارڈ کور، شیشہ سٹکر، ٹوپی بیج، سٹیل بیج، کاپی کور، تقاریر مولانا فضل الرحمن، مفتی محمودؒ نیز دستور و منشور، تھوک و پرچون خرید فرمائیں
ہر قسم کی تقاریر کیسٹیں اور آڈیو کیسٹیں دستیاب ہیں نیز مدارس عربیہ کی رسید بکس، پمفلٹ، اشتہارات اور ہر قسم کی اعلیٰ طباعت کا مرکز
نئے سال کی جے یو آئی، جے ٹی آئی کی ڈائری، کیلنڈر، پاکٹ کیلنڈر
مکتبۃ الجمعیۃ
امین بازار سرگودھا فون ۷۲۲۶۷۴

و قلبی طور پر اذیت میں مبتلا کیا جاتا تھا۔

جب ان سے پوچھا گیا کہ یہ کون لوگ تھے۔ تو انہوں نے بتلایا کہ یہ لوگ دراصل کمیونسٹ تھے۔ جو ربانی اور احمد شاہ کی حکومت میں شامل ہو کر ان سے اور مجاہدین سے ۱۳ سالہ جہاد کا بدلہ چکانے کی خاطر جہاد کو بدنام کرنا چاہتے ہیں۔"

اسی طرح دوسرے قیدی جمعہ خان سے بھی ملاقات ہوئی جسے فریاب سے گرفتار کیا گیا تھا۔ اس نے بتایا کہ

"ہمارے زخمی ساتھیوں کو ربانی اور احمد شاہ کے لوگوں نے بجائے علاج معالجہ کے جیل ہی میں شہید کردیا۔ ہم پر بعض لوگوں نے تو تشدد کیا لیکن عملہ کے وہ لوگ جو ہرات سے تعلق رکھتے تھے انہوں نے ہمارے ساتھ اچھا برتاؤ کیا۔

جیل کا عملہ ہم پر طالبان کی تحریک سے متنفر کرنے کے لئے طرح طرح کے حربے آزماتا رہا۔ انہوں نے ہم سے یہ بھی پوچھا کہ اس تحریک کے عوامل، محرکات اور مقاصد کیا ہیں؟ ہم نے کہا کہ امر بالمعروف نہی عن المنکر کیلئے ہمارے اکابر نے ہمیں مامور فرمایا کہ چونکہ اس سرزمین میں زنا، چوری، اور ڈاکہ وغیرہ جرائم کی کثرت ہو چکی ہے ان کے انسداد کے لئے یہ تحریک چلائی گئی ہے۔"

طالبان کی شوریٰ:

ہمارے وفد کی طالبان کی شوریٰ کے ارکان سے بھی ملاقات کرائی گئی۔ حسن اتفاق کہ ان دنوں طالبان کی شوریٰ کا اجلاس جاری تھا اور شوریٰ کے سرکردہ ارکان قندھار میں موجود تھے۔ طلبہ کی اس تحریک کو اکابر علماء اور مفتیان کرام کی سرپرستی حاصل ہے چنانچہ ان میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں:

ملا محمد عمر (امیر المومنین) ملا محمد ربانی (نائب امیر المومنین) ملا سید محمد پاسانی (قاضی القضاۃ) مولانا محمد صاحب (معاون قاضی) ملا محمد حسن، ملا احسان اللہ، ملا نور الدین ترابی، ملا وکیل احمد، ملا سیف اللہ، ملا محمد مشعر، ملا برزجان، ملا حاجی اللہ داد، ملا عبد الرزاق، ملا عبد الصمد، ملا امیر خان متقی، ملا عبد الحکیم منیب، ملا عنایت اللہ فاضل اکوڑہ خٹک، ملا مفتی معصوم وغیرہ تقریباً" ساٹھ ستر علماء کی عمومی مجلس شوریٰ ہے، مگر ان ذہین، مدبر، معاملہ فہم اور راسخ فی العلم اکابر میں سے بھی تیس ایسے حضرات جو جہاد اور جہادی امور اور رموز سلطنت سے خصوصی مناسبت رکھتے ہیں ان کی ایک الگ شوریٰ ہے جو حساس اور فوری نوعیت کے اہم معاملات کو نمٹاتے ہیں۔

طالبان اور امور سلطنت:

شوریٰ کے ارکان سے ملاقات کے دوران راقم الحروف نے ان حضرات کے سامنے ایک سوال رکھا کہ آپ حضرات جہاد اور جہادی امور سے بلاشبہ واقف ہیں لیکن امور سلطنت سے آپ حضرات ناواقف ہیں اور آپ کے پاس نہ تو رجال کار ہیں اور نہ تجربہ ہے آپ ملک کا نظم و نسق کس طرح چلائیں گے کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ اتنا بڑا رقبہ اور ملک حاصل کرنے کے بعد چلانے میں ناکام ہو جائیں اور آئندہ کے لئے دین دار قیادت کی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے راہ بند ہو جائے؟

اس کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے کہا:

"الف: اصل مدار افراد پر نہیں بلکہ نصرت خداوندی پر ہے چنانچہ صحابہ کرام میں بھی کوئی تجربہ کار نہیں تھا بلکہ وہ محض اللہ تعالیٰ کی نصرت و مدد سے لڑتے اور کار مملکت چلاتے تھے۔ غزوہ موتہ کے موقع پر حضرت ابو عبیدہؓ نے بھی یہی فرمایا تھا کہ تمہاری نظر افراد اور اسباب پر نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مدد پر ہونی چاہئے۔

ب: "طالبان کی تحریک میں صرف طالبان ہی نہیں بلکہ وہ اکابر علماء اور تجربہ کار مجاہد کمانڈر بھی ہیں جنہوں نے ۱۳ سال تک جہاد کی قیادت کرتے ہوئے تمام نشیب و فراز دیکھے ہیں"۔

ج: اس سب سے بڑھ کر یہ کہ نظم و نسق نام ہے قیام امن کا۔ اور آپ خود دیکھ رہے ہیں کہ الحمد للہ یہاں اس وقت امن و امان سابقہ تمام تجربہ کار حکومتوں سے زیادہ ہے۔ امریکہ اور برطانیہ میں نظم و نسق موجود ہے مگر امن نہیں، اسی طرح پاکستان میں نظم و نسق ہے مگر امن نہیں۔ اس نظم و نسق کا کیا فائدہ؟

د: اگر کہیں اسلامی نظام آیا تو علماء اور طلبہ کے ذریعہ ہی آئے گا کیونکہ اسلامی نظام میں قرآن اور حدیث حاکم ہوتے ہیں اور ان دونوں کو سب سے زیادہ جاننے والے علماء اور طلبہ ہی ہیں۔ ہاں اگر اس ملک میں انگریزی قانون نافذ کرنا ہوتا تو اس کے لئے انگریزی علوم کے ماہرین کی ضرورت ہوتی"۔

اسلامی سزائیں اور کرامت انسانی

ان سے جب سوال کیا گیا کہ مغرب زدہ لوگ عام طور پر اسلامی سزاؤں کو کرامت انسانی کے خلاف وحشت و بربریت سے تعبیر کرتے ہیں۔ آپ ایسے لوگوں کے پروپیگنڈہ کے بارے میں کیا جواب دینا چاہیں گے؟

"جواب: اگر حدود و قصاص کرامت انسانی کے خلاف ہیں تو ذرا یہ بتلائیں کہ جنگ عظیم میں پچاس ملین انسانوں کا قتل عام اور ہیروشیما پر ایٹم بم کا گرانا اور یہاں افغانستان میں ہی دس ملین سے زائد بارودی سرنگیں بچھا کر پندرہ لاکھ انسانوں کا ہلاک و معذور کرنا انسانی کرامت کے عین مطابق ہے؟ کیا یہ مغرب کا دہرا معیار نہیں کہ جو کام وہ خود کریں وہ تو عین انصاف کہلائے لیکن اگر قیام امن کے لئے اسلام کوئی سزا اور تعزیری احکام جاری کرے تو وہ وحشی قرار پائیں"۔

اس وقت جو علاقے طالبان کے کنٹرول میں ہیں وہاں طالبان کے علاوہ کسی کے پاس اسلحہ نہیں۔ اگر کسی کے پاس ہے بھی تو اس کی نمائش پر پابندی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قندھار میں ہمارے تین روزہ قیام کے دوران کسی فائر کی آواز نہیں سنی گئی۔

پس چہ باید کرو؟

۱۳ سالہ طویل جنگ کے نتیجہ میں ملک جس

باقی ص ۱۹ پر

قسط نمبر ۳

مرزا قادیانی کے جھوٹے الہامات

جس کے ہاتھ میں زمین اور آسمان کی کنجی ہے تو پھر کیوں اس میں خرابی ہوگی اور آپ کو شاید معلوم ہوگا یا نہیں کہ یہ پیش گوئی اس عاجز کی ہزار ہا لوگوں میں مشہور ہو چکی ہے اور میرے خیال میں شاید دس لاکھ سے زیادہ آدمی ہوگا کہ جو اس پیش گوئی پر اطلاع رکھتا ہے۔ اور ایک جہان کی اس طرف نظر لگی ہوئی ہے اور ہزاروں پادری شرارت سے نہیں بلکہ حماقت سے منتظر ہیں کہ یہ پیش گوئی جھوٹی نکلے تو ہمارا پلہ بھاری ہو لیکن یقیناً" خدا تعالیٰ ان کو رسوا کرے گا اور اپنے دین کی مدد کرے گا میں نے لاہور میں جاکر معلوم کیا کہ ہزاروں مسلمان مساجد میں نماز کے بعد اس پیش گوئی کے ظہور کے لئے بصدق دل دعا کرتے ہیں سو یہ ان کی ہمدردی اور محبت ایمانی کا تقاضا ہے اور یہ عاجز جیسے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لایا ویسے ہی خدا تعالیٰ کے ان الہامات پر جو تواتر سے اس عاجز پر ہوئے ایمان لاتا ہے اور آپ سے ملتمس ہے کہ آپ اپنے ہاتھ سے اس پیش گوئی کے پورا ہونے کے لئے معاون بنیں تاکہ خدا تعالیٰ کی برکتیں آپ پر نازل ہوں خدا تعالیٰ سے کوئی بندہ لڑائی نہیں کر سکتا اور جو امر آسمان پر ٹھہر چکا ہے زمین پر وہ ہرگز نہیں بدل سکتا خدا تعالیٰ آپ کو دین اور دنیا کی برکتیں عطا کرے اور اب آپ کے دل میں وہ بات ڈالے جس کا اس نے آسمان پر سے مجھے الہام کیا ہے آپ کے سب غم دور ہوں اور دین و دنیا دونوں آپ کو خدا تعالیٰ عطا فرمائے۔ اگر میرے اس خط میں کوئی نالائم لفظ ہو تو معاف فرماویں والسلام خاکسار احقر عباداللہ غلام احمد عفی عنہ ۱۷ جولائی ۱۸۹۲ء بروز جمعہ)

مرزا صاحب نے اس چٹھی کی جو مرزا احمد بیگ کے نام روانہ کی تھی ایک اشتہار میں خود تصدیق فرمائی ہے یہ اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء کو شائع کیا تھا۔ اس کا عنوان تھا۔ "ایک پیشن گوئی پیش از وقوع کا اشتہار" اس کی پیشانی پر یہ شعر درج تھے۔

"پیش گوئی کا جب انجام ہویدا ہوگا
قدرت حق کا عجب ایک تماشا ہوگا
جھوٹ اور سچ میں جو ہے فرق وہ پیدا ہوگا
کوئی پا جائے گا عزت کوئی رسوا ہوگا

اس کے بعد لکھا تھا کہ اخبار "نور افشاں" مورخہ ۱۰ مئی ۱۸۸۸ء میں جو اس راقم کا ایک خط متضمن درخواست نکاح چھاپا گیا ہے اس خط کو صاحب اخبار نے اپنے پرچہ میں درج کرکے عجیب طرح کی زبان درازی کی ہے۔ یہ خط محض ربانی اشارہ سے لکھا گیا تھا۔ ایک مدت دراز سے بعض سرکردہ اور قریبی رشتہ دار مکتوب الیہ کے جن کی حقیقی ہمشیرہ زادی کی نسبت درخواست کی گئی تھی نشان آسمانی کے طالب تھے یہ لوگ مجھ کو میرے دعوائے الہام میں مکار اور دروغ گو خیال کرتے تھے اور مجھ سے کوئی نشان آسمانی مانگتے تھے۔"

(تبلیغ رسالت جلد اول ص ۱۱۱)

پانچواں خط بنام مرزا احمد بیگ

ایک اور اہم چٹھی جو خود مرزا صاحب نے آئینہ کمالات" (ص ۵۷۳ '۵۷۴) میں درج کی ملاحظہ ہو فرماتے ہیں۔ "تب میں نے حق تعالیٰ کے ایماء اور اشارہ سے مرزا احمد بیگ کے نام ایک چٹھی لکھی جس میں لکھا کہ "اے عزیز سنئے! اس کی کیا وجہ ہے کہ آپ میری سنجیدہ عرضداشت کو لغو خیال کرتے ہیں اور میری بات کا اعتبار نہیں کرتے۔ بخدا میں آپ کو کسی طرح سے تکلیف دینا نہیں چاہتا۔ ان شاء اللہ آپ دیکھیں گے کہ میں آپ کے ساتھ کس قدر احسان کرتا ہوں اگر آپ نے میرے خاندان کے خلاف مرضی میری درخواست کو شرف قبول بخشا تو میں آپ سے قسمی وعدہ کرتا ہوں کہ میں اپنی زمین اور باغ سے آپ کو حصہ دوں گا اور اس رشتہ کی وجہ سے آپس کی نزاع رفع ہو جائے گی۔ اگر میری بات مان لی تو آپ مجھ پر مہربانی اور احسان کریں گے اور میں آپ کا بڑا ممنون ہوں گا۔ اور آپ کی درازی عمر کے لئے درگاہ خداوندی میں دعا کروں گا۔ اور آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کی صاحبزادی کو اپنی زمین اور دوسرے مملوکات کی تہائی کا مالک بنادوں گا اور میں سچ کہتا ہوں کہ اس میں سے جو کچھ مانگیں گے میں آپ کو دوں گا۔ اس حالت میں صلہ رحمی عزیزوں سے محبت اور حقوق قرابت داری کی نگہداشت میں آپ کو مجھ جیسا کوئی شخص نہ مل سکے گا۔ آپ مجھے اپنی مشکلات میں اپنا معاون و دستگیر پائیں گے۔ آپ کے ہر بوجھ کو اٹھاؤں گا۔ اس لئے انکار میں اپنا وقت ضائع نہ کیجئے اور شک و شبہ کو راہ نہ دیجئے۔ میں یہ خط اپنی مرضی سے نہیں بلکہ اپنے پروردگار کے حکم سے لکھ رہا ہوں۔ یہ خط بڑے سچے اور امین کی طرف سے ہے۔ اس کو اپنے صندوق میں محفوظ رکھئے۔ حق تعالیٰ گواہ ہے کہ میں اس بیان میں صادق ہوں اور جو کچھ میں نے آپ سے وعدہ کیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اور میں نے اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا بلکہ جو کچھ کہا ہے حق تعالیٰ نے مجھ سے اپنے الہام سے کہلوایا ہے۔ یہ مجھے میرے رب کی وصیت تھی جسے میں نے پورا کیا۔ ورنہ مجھے آپ کی یا آپ کی لڑکی کچھ ضرورت نہ تھی۔ اگر اس الہام کی مدت گزر جائے اور سچائی ظاہر نہ ہو تو میرے گلے میں رسی اور پاؤں میں زنجیر ڈال دینا اور مجھے ایسی سزا دینا کہ دنیا میں کسی کو نہ دی گئی ہو۔ (عربی تحریر کا خلاصہ مفہوم)

(۴) مرزا سلطان محمد کے نام تہدیدی خطوط کا سلسلہ

مندرجہ بالا خطوط کے علاوہ مرزا صاحب نے

لڑکی کے منگیتر مرزا سلطان محمد کے نام بھی بہت سے خطوط لکھے اور اسے ڈرایا دھمکایا کہ اگر تم نکاح کروگے تو تم پر خدا کا قہر نازل ہوگا اور تم فنا و برباد ہوجاؤ گے اور یہ نکاح تمہارے حق میں سخت زبون ہوگا۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ "احمد بیگ کے داماد کا یہ قصور تھا کہ اس نے تخویف کا اشتہار دیکھ کر اس کی پروانہ کی خط پر خط بھیجے گئے ان سے کچھ نہ ڈرا پیغام بھیج کر سمجھایا گیا۔ کسی نے اس طرف ذرا التفات نہ کی اور احمد بیگ سے ترک نہ چاہا بلکہ وہ سب گستاخی اور استہزاء میں شریک ہوئے سو یہی قصور تھا کہ پیش گوئی کو سن کر پھر ناطہ کرنے پر راضی ہوئے۔" (تبلیغ رسالت جلد)

(۳) زرپاشی کی قوت تسخیر سے حصول مقصد کی جدوجہد

زر کی قوت تسخیر تمام حربوں سے زیادہ زبردست مانی گئی ہے چنانچہ کسی نے کہا ہے

اے زر تو خدا نہ ای ولیکن بخدا
ستار عیوب و قاضی الحا جاتی

معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب نے زرپاشی سے بھی مطلب براری کی بہت کچھ کوشش فرمائی تھی۔ چنانچہ میاں بشیر احمد صاحب کا مندرجہ ذیل بیان اس حقیقت پر روشنی ڈالتا ہے۔ "ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود جالندھر جاکر قریباً ایک ماہ ٹھہرے تھے۔ ان ایام میں محمدی بیگم کے ایک حقیقی ماموں نے محمدی بیگم کا حضرت صاحب سے رشتہ کرادینے کی کوشش کی تھی مگر کامیاب نہیں ہوا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے کہ ابھی محمدی بیگم کا مرزا سلطان محمد سے رشتہ نہیں ہوا تھا۔ محمدی بیگم کا یہ ماموں جالندھر ہوشیارپور کے درمیان یکے پر آیا جایا کرتا تھا اور وہ مرزا صاحب سے کچھ انعام کا بھی خواہاں تھا۔ اور چونکہ محمدی بیگم کے نکاح کا عقدہ زیادہ تر اسی شخص کے ہاتھ میں تھا اس لئے حضرت (مرزا) صاحب نے اس سے کچھ انعام کا وعدہ بھی کرلیا تھا۔ مگر یہ شخص اس معاملہ میں بدنیت تھا اور حضرت صاحب سے فقط روپیہ اڑانا چاہتا تھا۔ کیونکہ بعد میں یہی شخص اور اس کے دوسرے ساتھی اس لڑکی کے دوسری جگہ بیاہے جانے کا موجب ہوئے۔ مگر حضرت (مرزا) صاحب نے بھی اس شخص کو روپیہ دینے کے متعلق بعض حکیمانہ احتیاطیں (پالیسیاں اور چالیں) ملحوظ رکھی ہوئی تھیں۔" (سیرۃ المہدی جلد اول ص ۱۷۴)

(۴) محمدی بیگم کے حصول کیلئے مرزا صاحب اور ان کی بیوی کی دعائیں

محمدی بیگم کے حصول کے لئے مرزا صاحب نے جہاں ایک طرف ظاہری جدوجہد کی دھما چوکڑی مچا رکھی تھی تو دوسری طرف باطنی اور روحانی تدابیر سے بھی غافل نہ تھے۔ چونکہ جماعت کے وقار اور آبرو کا سوال تھا اس لئے نہ صرف خود مرزا صاحب ہر وقت بارگاہ رب العالمین میں سربسجود تھے بلکہ ساری مرزائی جماعت بھی شبانہ روز دست بدعا تھی۔ اور جو حسب زعم مرزا بشیر احمد خود مرزا صاحب کی اہلیہ محترمہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ بھی اپنی آسمانی سوکن کے نزول اور اس کی جلوہ نمائی کے لئے بے قرار تھیں اور منتیں مانتی اور گڑگڑا کر دعائیں مانگ رہی تھیں۔ چنانچہ ان کے فرزند ارجمند میاں بشیر احمد صاحب ایم اے "سیرۃ المہدی" میں رقم طراز ہیں۔ "ایک نکاح کے متعلق حضرت کی پیش گوئی کے پورا ہونے کے لئے حضرت کی بیوی مکرمہ نے بار بار رو کر دعائیں کی ہیں ایک روز یہی دعا مانگ رہی تھیں تو حضرت نے پوچھا کہ آپ کیا دعا مانگتی ہیں؟ جواب دیا یہ مانگ رہی ہوں (کہ محمدی بیگم آپ کو ملے) حضرت مرزا صاحب نے فرمایا کہ سوکن کا آنا تمہیں کیونکر پسند ہے؟ کہا کچھ ہی کیوں نہ ہو مجھے اس بات کا پاس ہے کہ آپ کے منہ کی نکلی ہوئی بات (کسی طرح) پوری ہوجائے۔" (سیرۃ المہدی جلد اول ص ۲۵۹) اگر میاں بشیر احمد کی یہ روایت صحیح ہے تو میرا خیال ہے کہ یہ سب تقیہ تھا۔

ہندو دوستوں پر عینی شاہد ہونے کا افتراء

میاں بشیر احمد صاحب ایم اے بن مرزا غلام احمد نے "سیرۃ المہدی" میں لکھا ہے کہ "قادیاں میں ملاوامل اور شرمپت رائے سے مرزا صاحب کی زیادہ میل ملاقات تھی۔ یہی زیادہ آتے جاتے تھے۔ کسی اور سے راہ و رسم نہ تھی۔" (سیرۃ المہدی جلد اول ص ۲۰۵) یہ دونوں سالہا سال قادیانی صاحب کی ناک کا بال بنے رہے اور الہامی صاحب بہت عرصہ تک ان کی دوستی پر بھروسہ کرکے طرح طرح کی امیدوں کو اپنے دل میں پرورش کرتے رہے۔ لیکن عاقل کو چاہئے کہ کسی دوست پر اتنا بھی بوجھ نہ ڈال دے کہ جس کے اٹھانے کا وہ متحمل نہ ہو۔ الہامی صاحب نے یہ دیکھ کر کہ ان دونوں سے میرے دوستانہ روابط بہت دیرینہ اور اتنے گہرے ہیں کہ جون سی بات بھی ان کی طرف منسوب کردوں گا وہ اس سے انکار نہیں کریں گے اپنی کتابوں براہین اور "سرمہ چشم آریہ" میں لکھ مارا کہ "لالہ شرمپت رائے ار لالہ ملاوامل بھی میرے الہاموں کے گواہ ہیں۔" اس بہتان طرازی کو وہ کسی طرح برداشت نہ کرسکے اور بحالت مجبوری ۴ نومبر ۱۸۸۶ء کو ایک اعلان زیر عنوان "اشتہار واجب الاظہار" شائع کرکے مجدد صاحب کے الہامات کا بھانڈا قادیاں کے چوراہے پر پھوڑ دیا۔ ان کے اشتہار کا ضروری خلاصہ حسب ذیل ہے ہم کو کسی قوم یا کسی شخص کے ساتھ بغض و عداوت نہیں بلکہ ہم اپنے دوست مرزا غلام احمد صاحب کے مقابلہ میں اشتہار شائع کرنا موجب شرم سمجھتے ہیں۔ مگر کیا کیا جائے یہ ان ہی کی عاقبت نااندیشی کا نتیجہ ہے۔ حقیقت میں ہمارے دل کو اس اشتہار کے شائع کرنے سے اس قدر تکلیف، رنج اور بوجھ ہے جو بغیر دانائے حقیقی کے کوئی نہ جانتا ہوگا۔ ہماری غرض صرف راستی کا ظاہر کرنا ہے کیونکہ ہم نے معلوم کرلیا ہے کہ ہماری خاموشی سے راستی کا خون ہوا جاتا

قادیانی کیلئے خرق عادت ناممکن ہے

اس کے بعد لکھا کہ علاوہ ازیں خلق خدا کی

ہمدردی اور خیر خواہی اس کی متقتضی ہے کہ ہم مہر سکوت توڑ دیں۔ کیونکہ ایک تو مرزا صاحب اپنے اوقات الہام اور خرق عادت کے دعووں میں 'جس کا ثابت کرنا ایسا محال ہے جس طرح آفتاب کا مغرب سے طلوع کرنا' صرف کر رہے ہیں۔ دوسرے ناحق لوگوں کی "تکلیف و پریشانی کا موجب بنے ہوئے ہیں۔ کیونکہ لوگ دور دراز سے صعوبت سفر اور ہر طرح کا حرج اور خرچ برداشت کر کے قادیاں آتے ہیں اور تمنائے دلی سے محروم و نامراد ہو کر واپس جاتے ہیں۔ قریباً" بارہ یا چودہ سال سے ہم دونوں (ملاوامل اور شرمپت رائے) کی مرزا غلام احمد سے ملاقات ہے۔ اس عرصہ میں شاید ہی کوئی دن ایسا گزرا ہو گا جس میں تین چار مرتبہ ہمارا ان کے پاس جانا آنا نہ ہوا ہو۔ خویش و اقارب میں بھی کوئی شخص ہمیں ان کے برابر عزیز نہ تھا اور ہم ان کی بہت عزت و توقیر کرتے تھے اور وہ بھی ہمیں اپنے اعزاء سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ چھ سات سال کا عرصہ ہوا حکیم محمد شریف کلانوری نے جو مرزا صاحب کے بڑے دوست ہیں اور امرتسر میں مطب کرتے ہیں ہم دونوں کے سامنے مرزا صاحب کو یہ مشورہ دیا کہ آپ مجددی کا دعویٰ کریں کیونکہ اس زمانہ کے لئے بھی کوئی مجدد ضرور ہونا چاہئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کے دل پر اس مشورہ کا بڑا اثر ہوا جس کا نتیجہ آج ظاہر ہے حکیم صاحب کا یہ کہنا تھا کہ مرزا صاحب نے "براہین احمدیہ" کا مسودہ شروع کر دیا اور اخباروں میں اعلان کر کے جابجا خطوط روانہ کر دیئے۔ رفتہ رفتہ مرزا صاحب نے مکاشفہ اور الہام اور خرق عادت کا دعویٰ شروع کیا۔ اس کے بعد براہین میں لکھ دیا کہ میرے کشف اور الہام اور خرق عادت کے گواہ ملاوامل اور سرمپت رائے ہیں۔ ہم بھی مصلحتہً" آج تک خاموش رہے لیکن افسوس ہے کہ مرزا صاحب نے ہماری خاموشی سے ناجائز فائدہ اٹھایا یہاں تک کہ صاحب موصوف آج "سرمہ چشم آریہ" میں معجزہ شق القمر کے بارے میں ہماری اسی خاموشی کو سنداً" و نظیراً" پیش کرتے ہیں۔ ہم وہ سند اور نظیر دیکھ کر حیران رہ گئے اور ہم پر یہ راز کھل گیا کہ اسلام کے پیشواؤں اور پیغمبروں کا بھی (معاذ اللہ) یہی شیوہ چلا آیا ہے جو مرزا صاحب نے اختیار کیا ہے۔ کاش کسی ایک الہام ہی سے ہماری تسلی کی ہوتی تو بھی ایک بات تھی۔ ہم یہاں یہ بھی بیان کر دیتے ہیں کہ گواہوں میں نام درج کرتے وقت مرزا صاحب نے ہم سے بالکل دریافت نہیں کیا ورنہ ہرگز ایسا نہ ہوتا۔ انہوں نے دل میں یہ خیال کیا ہو گا کہ یہ میرے اور میں ان کا ہوں۔ کیا یہ میرا کہنا نہ مانیں گے؟ اب صاف باطن اور نیک نہاد لوگ الہام اور خرق عادت کے دعویٰ کی حقیقت بخوبی معلوم کر لیں گے۔" (تکذیب براہین ص ۲۳۲، ۲۳۵)

باب ۴۰۔ مسیح زماں کے سودی قرضہ کا افشائے راز

جب مرزا صاحب نے اعلان کیا تھا کہ جو غیر مسلم براہین کا جواب لکھے گا اس کو دس ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا تو پنڈت لیکھرام نے لکھا تھا کہ آپ کا دس ہزار روپیہ انعام کا اشتہار محض فریب اور جعل ہے۔ کیونکہ آپ کی تمام منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد بھی اس قیمت کی نہیں ہے۔ قادیاں کے ہندو مسلمان آریہ وغیرہ سب اس بات کے گواہ ہیں بلکہ تمام ضلع گورداسپور کے لوگ آپ کی قلاشی اور وجہ معاش کے فقدان سے آگاہ ہیں اور پنجابی مثل "آپ میاں مانگتے اور باہر کھڑے درویش" بالکل آپ کے حسب حال ہے۔ خود قرضدار اور بسر اوقات سے ناچار مگر دس ہزار اشتہاری روپوں کے دعویدار ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ آپ صفحہ قرطاس پر تو ہندسوں کی من مانی رقوم لکھ لیتے ہیں مگر زبہ نقد ندارس ہے۔" (تکذیب براہین ص ۲۷۶، ۲۷۳)

پنڈت لیکھرام کے اس بیان کی تائید کہ مرزا صاحب مقروض تھے اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے کہ مرزا صاحب دوسری شادی کرنے کے بعد اپنے خسر ثانی کا دم چھلا بنے ہوئے تھے۔ جہاں میر ناصر نواب تبدیل ہو کر جاتے یہ بھی وہاں جابراجتے اور ان کے ٹکڑوں پر بسر اوقات کرتے۔ جس طرح مرزا صاحب کئی سال تک لدھیانہ میں اپنے خسر کے در دولت پر پڑے ہوئے تھے اسی طرح اس سے پیشتر چھاؤنی انبالہ میں میر صاحب کے گھر کی روٹیاں توڑتے رہے۔ انہی ایام میں الہامی صاحب نے چھاؤنی انبالہ

مفت مشورہ 〈 پچکے گال، پتلا کمزور جسم۔ فون 690840 690850 کوڈ (041)

چہرے کے ڈنٹ، کمزور جسم کو موٹا مضبوط، طاقتور، سمارٹ، خوبصورت بنانے کیلئے پرانے درد، نزلہ، کیرا، دمہ، بخار، چھوٹی چھاتی وقد کو بڑھانے کے لئے۔

مردانہ، زنانہ امراض، گنجاپن، گرتے بال، دمہ، اٹھرا کے لئے

بالوں کو نرم گھنا سیاہ خوبصورت، بھوک لگانے، گیس معدہ بواسیر فالج، یرقان، موٹاپا، کمزور پٹھے، بلڈ پریشر، اٹھرا رحم، جگر، مثانہ کے لئے۔

پرانی خارش، چھپا کی خون کی خرابی، پیشاب کی مرض، گردہ مثانہ کی پتھری کیلئے

چہرے کے کیل چھائیاں، نسوانی حسن، قد بڑھانے کیلئے

پچاس سال کے تجربہ کا مفت مشورہ کیلئے جوابی لفافہ یا اسکی قیمت ضرور ارسال کریں

پتہ حکیم بشیر احمد بشیر ® محلہ غلام محمد آباد چاندنی چوک فیصل آباد پوسٹ کوڈ 38900 رجسٹرڈ کلاس اے گورنمنٹ آف پاکستان

کے ایک مہاجن سے سودی قرضہ بھی لے رکھا تھا۔ جب "براہین احمدیہ" کے صدقہ سے فراخ دستی نصیب ہوئی تو الہامی صاحب نے چھاؤنی انبالہ کا قرضہ چکا دینا چاہا۔ قادیاں کے آریوں کو اس کا پتہ چل گیا۔ انہوں نے یہ ثابت کرنے کیلئے کہ مرزا صاحب دس ہزاری اشتہار شائع کرتے وقت خود مقروض تھے اور بہت بڑی شرح سود پر قرض لے رکھا تھا حالانکہ شریعت اسلام نے سود کا لینا اور دینا حرام قرار دیا ہے کسی طرح الہامی صاحب کی دو چٹھیاں حاصل کر کے شائع کر دیں۔ یہ چٹھیاں بشن داس انبالوی کے نام بھیجی گئی تھیں۔ الہامی صاحب نے اس پر بہت کچھ پیچ و تاب کھایا۔ آریوں کی اس جسارت و دیدہ دلیری پر شکوہ و شکایت کا جو مواد ان کے نوک قلم سے ٹپکا اس سے ناظرین کو بھی محظوظ کیا جاتا ہے۔ مرزا صاحب رسالہ "شحنۂ حق" میں فرماتے ہیں۔

"اس اعتراض کی اصلیت صرف اس قدر ہے کہ انبالہ چھاؤنی میں کئی ایک خط میں نے ایک ہندو دکاندار کی طرف بمراد تصفیہ ایک پرانے برداشتی حساب کے جس کا یوں ہی مدت تک ملتوی پڑے رہنا قرین مصلحت نہیں تھا لکھے تھے اور اس دکاندار کو بلایا تھا کہ اب حساب دیر کا ہو گیا ہے تو ٹوبو (دستاویز) ساتھ لاؤ اور جو کچھ حساب نکلتا ہے لے جاؤ اور ٹوبو دے جاؤ اگرچہ ٹھیک ٹھیک یاد نہیں مگر خیال کیا جاتا ہے کہ شاید ان خطوط میں سے کسی خط میں یہ بھی لکھا گیا ہو کہ تم حساب کیلئے بلائے جانے کا حال ظاہر نہ کرنا۔ اب معترض خیانت پیشہ جس نے سرقہ کے طور پر لالہ بشن داس مکتوب الیہ کے صندوق سے خط چرائے ہیں اس اصل حقیقت میں تحریف و تبدیل کر کے اور اپنی طرف سے کچھ کا کچھ تو وہ طوفان بنا کر اور بات کو کہیں سے کہیں لگا کر یہ اعتراض کرتا ہے کہ گویا ہم نے مکر و فریب کیا اور جھوٹ بولا اور جھوٹ کی ترغیب دی۔ جس ناجائز طور سے یہ خطوط حاصل کئے گئے ہیں وہ یہ ہے کہ لالہ بشن داس مکتوب الیہ کی دکان پر ایک کیسوں والے آریہ نے جواب باوا نانک صاحب سے بیزار ہو کر دیانندی پنتھ میں داخل ہو گیا ہے ایک دو آریہ اوباشوں کی رازداری اور تحریک سے جیسا کہ دکانداروں کی عادت ہے اپنی دکان کو کھلی چھوڑ کر کسی کام کیلئے بازار میں نکلا اس کے جانے کے ساتھ ہی سکھ صاحب نے اس کے صندوق کو ہاتھ مارا۔ شاید اس دست درازی سے نیت تو کسی اور شکار کی ہوگی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ یہ مالدار آدمی ہے مگر لالہ بشن داس کی قسمت اچھی تھی کہ اس جلدی میں زیور تک جو صندوق میں پڑا ہوا تھا ہاتھ نہ پہنچا۔ صرف دو خط ہاتھ میں آ گئے جن کو اس کے انہی ہم مشورہ یاروں نے جو ایک ہی سانچے کے ہیں بہت سی خیانت اور یاوہ گوئی کے ساتھ چھاپ دیا۔ لالہ بشن داس نے اپنی شرافت سے صبر کیا۔ ورنہ سکھ صاحب اور اس کے رفیقوں کو بیگانہ صندوق میں ہاتھ ڈالنے کا ابھی مزہ معلوم ہو جاتا۔ ہماری دانست میں یہ مقدمہ اب بھی دائر ہونے کے لائق ہے کیونکہ گو لالہ بشن داس کے زیور وغیرہ کا کچھ نقصان نہیں ہوا مگر خطوط کی چوری بھی حسب قانون مروجہ انگریزی ایک چوری ہے۔ جس کی سزا میں شاید تین سال تک قید ہے وہ صرف حسابی معاملہ کے خطوط تھے جن کا بے اجازت کھولنا جرم تھا۔" (شحنۂ حق مولفہ مرزا غلام احمد صاحب ص ۳۷ تا ۳۹)

بقیہ: طالبان

بدحالی کا شکار ہے اس پر قابو پانے کے لئے ایک طویل مدت تک صبر آزما جہد و محنت کے دور سے گزرنا ہوگا۔ اس لئے کہ ملک بھر کی تقریباً تمام سڑکیں یکسر ختم ہو چکی ہیں پل منہدم ہو گئے ہیں۔ بجلی کا نظام' ٹیلی فون اور گیس وغیرہ کا سلسلہ نہ ہونے کے برابر ہے ان سب کی بحالی کے لئے رجال کار کی ضرورت کے ساتھ وافر مقدار میں دولت کی بھی ضرورت ہوگی۔ خدا کرے کہ طالبان اپنے مقاصد میں کامیاب ہو جائیں' اللہ تعالیٰ خزانہ غیب سے ان کے لئے اسباب مہیا فرمادیں۔ اس صورت حال میں ضرورت ہے کہ وہ افغان مہاجرین جو عزت و آبرو بچانے اور دین کے تحفظ کے لئے ہجرت کر گئے تھے انہیں فوراً واپس آ کر اپنے ملک میں سرمایہ کاری کرنی چاہئے' نیز اسلامی ممالک کے سربراہان اور تاجروں کو اس طرف خصوصی توجہ دینا چاہئے۔ طالبان کو چاہئے کہ وہ بیرونی ممالک کے مسلمان سرمایہ کاروں سے روابط استوار کریں اور انہیں ہر طرح کی سرمایہ کاری کرنے کے لئے وسائل مہیا کریں۔ اور انہیں اپنے ملک میں آنے کے لئے ہر طرح کا تعاون اور تحفظ فراہم کریں۔

اسلامی ممالک کو چاہئے کہ اسلامی آئین کی علم بردار اس نوزائیدہ اسلامی مملکت کے ساتھ ہر ممکن تعاون فرمادیں۔ خدانخواستہ اگر اس بار یہ تحریک ناکام ہو گئی تو پھر آئندہ اس قسم کی تحریک اور قربانی کے نہ صرف دور دور تک کوئی آثار نظر نہیں آتے بلکہ آئندہ ایسی کسی تحریک کا نام لینا بھی جرم قرار پائے گا۔ سبحان ربک رب العزت عما یصفون

بقیہ: ہیومن رائٹس

لیکن وہی اکثریت اگر الجزائر میں کامیاب ہو جاتی ہے اور انتخابات میں اکثریت حاصل کر لیتی ہے تو اس کے بعد جمہوریت باقی نہیں رہتی۔ پھر اس کا وجود جمہوریت کے لئے خطرہ بن جاتا ہے۔ تو نعرے لگالینا اور بات ہے لیکن اس کے اوپر عمل کر کے دکھانا مشکل ہے۔

یہ نعرے لگالینا بہت اچھی بات ہے کہ سب انسانوں کو ان کے حقوق ملنے چاہئیں' ان کو آزادی اظہار رائے ہونی چاہئے اور لوگوں کو حق خود ارادی ملنا چاہئے اور یہ سب کچھ' لیکن جن لوگوں کا حق خود ارادی پامال کر کے ان کے سر سے لے کر پاؤں تک ان کو جبر و تشدد کی چکی میں پیسا جا رہا ہے' ان کے بارے میں آواز اٹھاتے ہوئے زبان تھراتی ہے اور وہی جمہوریت اور آزادی کے متوالے' منادی کرنے والے وہ ان کے خلاف کارروائیاں کرتے ہیں۔ تو بات صرف یہ نہیں ہے کہ زبان سے کہہ دیا جائے کہ انسانی حقوق کیا ہیں؟ بات یہ ہے کہ جو بات زبان سے کہو اس کو کر کے دکھاؤ اور یہ کام کیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آپ نے جو حق دیا اس پر عمل کر کے دکھایا۔

قسط نمبر ۲

بنیادی حقوق

اور سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

محمد ﷺ کا اس پوری انسانیت کے لئے سب سے بڑا احسان عظیم یہ ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام معاملات کو طے کرنے کی وہ بنیاد فراہم کی ہے کہ کون سا حق قابل تحفظ ہے اور کونسا حق قابل تحفظ نہیں۔ اس کی واحد بنیاد یہ ہے کہ وہ ذات جس نے اس پوری کائنات کو پیدا کیا' وہ ذات جس نے انسانوں کو پیدا کیا' اسی سے پوچھو کہ کون سے انسانی حقوق قابل تحفظ ہیں اور کون سے انسانی حقوق قابل تحفظ نہیں؟ وہی بتا سکتا ہے' اس کے سوا کوئی نہیں بتا سکتا اور اس ذات کے ساتھ اس خالق کائنات کے ساتھ رشتہ جوڑا محمد ﷺ نے اور رشتہ جوڑا وحی کا رشتہ۔ وہ مقام جہاں پر انسان کی عقل آکر ناکارہ ہو جاتی ہے' بے کار ہو جاتی ہے' صحیح جواب نہیں دیتی' اس مقام پر محمد ﷺ وحی لے کر آتے ہیں اللہ جل جلالہ کی اور وہ بتاتے ہیں کہ یہ ہے وہ بنیاد جس کی روشنی میں تم اپنے مسائل حل کر سکتے ہو۔

جو لوگ کہتے ہیں کہ پہلے ہمیں یہ بتاؤ کہ اسلام ہمیں کیا حقوق دیتا ہے پھر ہم اسلام کو مانیں گے۔ میں نے کہا اسلام کو تمہاری ضرورت نہیں ہے۔ اگر اسلام کو اس وجہ سے مانا کہ حقوق پہلے اپنے ذہن میں طے کر لئے کہ یہ جہاں ملیں گے وہاں جائیں گے اور اس کے بعد پھر اسلام میں اس خاطر آتے ہو کہ یہ حقوق چونکہ اسلام میں مل رہے ہیں اس واسطے میں جا رہا ہوں' تو یاد رکھو اسلام کو تمہاری ضرورت نہیں۔ اسلام کا مفہوم یہ ہے کہ پہلے اپنی عاجزی درماندگی اور شکستگی پیش کرو کہ ان مسائل کو حل کرنے میں ہماری عقل عاجز ہے اور سوچ عاجز ہے' ہمیں وہ بنیاد چاہئے جس کی بنیاد پر ہم مسائل کو حل کریں۔ جب آدمی اس نقطہ نظر سے اسلام کی طرف رجوع کرتا ہے تو پھر اسلام ہدایت و راہنمائی پیش کرتا ہے۔ (ھدی للمتقین) یہ ہدایت متقین کے لئے ہے۔ متقین' کے کیا معنی؟ متقین' کے معنی یہ ہیں کہ جس کے دل میں طلب ہو' یہ ہو کہ ہم اپنی عاجزی کا اقرار کرتے ہیں' درماندگی کا اعتراف کرتے ہیں' پھر رجوع کرتے ہیں اپنے مالک اور خالق کے سامنے کہ آپ ہمیں بتایئے کہ ہمارے لئے کیا راستہ ہے۔

محمد رسول اللہ ﷺ یہ پیغام لے کر آئے' لہٰذا یہ جو آج کی دنیا کے اندر ایک فیشن بن گیا کہ صاحب! پہلے یہ بتاؤ کہ ہیومن رائٹس کیا ملیں گے' تب اسلام میں داخل ہوں گے تو یہ طریقہ اسلام میں داخل ہونے کا نہیں ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس امت کو پیغام دیا' دعوت دی تو آپ نے جتنے غیر مسلموں کو دعوت دی' کسی جگہ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ اسلام میں آجاؤ تمہیں فلاں فلاں حقوق مل جائیں گے۔ بلکہ یہ فرمایا کہ میں تم کو اللہ جل جلالہ کی عبادت کی طرف دعوت دیتا ہوں: قولوا لا الہ الا اللہ تفلحون یہ مادی منافع مادی مصلحتوں اور مادی خواہشات کی خاطر اگر کوئی اسلام میں آنا چاہتا ہے تو وہ درحقیقت اخلاص کے ساتھ صحیح راستہ تلاش نہیں کر رہا۔ پہلے وہ اپنی عاجزی کا اعتراف کرے کہ ہماری عقلیں ان مسائل کو حل کرنے سے عاجز ہیں۔

اور یاد رکھئے یہ موضوع بڑا طویل ہے کہ عقل انسانی بے کار نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں عقل عطا فرمائی' یہ بڑی کار آمد چیز ہے' مگر یہ اس حد تک کار آمد ہے جب تک اس کو اس کی حدود میں استعمال کیا جائے اور حدود سے باہر اگر اس کو استعمال کرو گے تو وہ غلط جواب دینا شروع کر دے گی۔ اس کے بعد اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایک اور ذریعہ علم عطا فرمایا ہے' اس کا نام وحی الٰہی ہے' جہاں عقل جواب دے جاتی ہے اور کار آمد نہیں رہتی وحی الٰہی اسی جگہ پر آکر رہنمائی کرتی ہے۔

دیکھو! اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمیں آنکھ دی' کان دیئے' یہ زبان دی' آنکھ سے دیکھ کر ہم بہت سی چیزیں معلوم کرتے ہیں' کان سے سن کر بہت ساری چیزیں معلوم کرتے ہیں' زبان سے چکھ کر بہت ساری چیزیں معلوم کرتے ہیں' لیکن اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کا اپنا ایک فنکشن رکھا ہے' ہر ایک کا اپنا عمل ہے اس حد تک وہ کام دیتا ہے' اس سے باہر نہیں دیتا۔ آنکھ دیکھ سکتی ہے' سن نہیں سکتی۔ کوئی شخص یہ چاہے کہ میں آنکھ سے سنوں تو وہ احمق ہے۔ کان سن سکتا ہے دیکھ نہیں سکتا۔ کوئی شخص یہ چاہے کہ کان سے میں دیکھنے کا کام لوں تو وہ بے وقوف ہے۔ اس واسطے کہ یہ اس کام کے لئے پیدا نہیں ہوا اور ایک حد ایسی آتی ہے جہاں نہ آنکھ کام دے سکتی ہے نہ کان کام دے رہے ہیں نہ زبان کام دے رہی ہے۔ اس موقع کے لئے اللہ تعالیٰ نے عقل عطا فرمائی ہے کہ عقل انسان کی راہنمائی کرتی ہے۔

دیکھئے یہ کرسی ہمارے سامنے رکھی ہے' آنکھ سے دیکھ کر معلوم کیا کہ اس کے ہینڈل زرد رنگ کے ہیں' ہاتھ سے چھو کر معلوم کیا کہ یہ چکنے ہیں' لیکن تیسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ آیا خود بخود وجود میں

آگئی یا کسی نے اس کو بنایا؟ تو وہ بنانے والا میرے آنکھوں کے سامنے نہیں ہے اس واسطے میری آنکھ بھی اس سوال کا جواب نہیں دے سکتی' میرا ہاتھ بھی اس سوال کا جواب نہیں دے سکتا' اس موقع کے لئے اللہ تعالیٰ نے تیسری چیز عطا فرمائی جس کا نام عقل ہے۔ عقل سے میں نے سوچا کہ یہ جو ہینڈل ہے' یہ بڑے قاعدے کا بنا ہوا ہے' یہ خود تو وجود میں نہیں آسکتا' کسی بنانے والے نے اس کو بنایا ہے۔ یہ یہاں عقل نے میری راہنمائی کی ہے۔ لیکن ایک چوتھا سوال آگے چل کر یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کرسی کو کس کام میں استعمال کرنا چاہئے۔ کس میں نہ کرنا چاہئے؟ کہاں اس کو استعمال کرنے سے فائدہ ہوگا کہاں نقصان ہوگا؟ یہ سوال جو ہے اس سوال کا حل کرنے کے لئے عقل بھی ناکام ہو جاتی ہے۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے ایک چوتھی چیز عطا فرمائی اور اس کا نام ہے وحی الٰہی۔ وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوتی ہے' وہ خیر اور شر کا فیصلہ کرتی ہے' وہ نفع اور نقصان کا فیصلہ کرتی ہے۔ جو بتاتی ہے کہ اس چیز میں خیر ہے اس میں شر ہے' اس میں نفع ہے اس میں نقصان ہے۔ وحی آتی ہی اس مقام پر ہے جہاں انسان کی عقل کی پرواز ختم ہو جاتی ہے' لہٰذا جب اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم آجائے اور وہ اپنی عقل میں نہ آئے' سمجھ میں نہ آئے تو اس کی وجہ سے اس کو رد کرنا کہ صاحب میری تو عقل میں نہیں آرہا' لہٰذا میں اس کو رد کرتا ہوں تو یہ درحقیقت اس عقل کی اور وحی الٰہی کی حقیقت ہی سے جہالت کا نتیجہ ہے۔ ارے سمجھ میں اس لئے نہیں آرہا کہ اگر سمجھ میں آتا تو وحی آنے کی ضرورت کیا تھی؟ وحی تو آئی ہی اس لئے کہ تم اپنی تنہا عقل کے ذریعہ اس مقام تک نہیں پہنچ سکتے تھے۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ سے تمہاری مدد فرمائی تو اس واسطے اگر عقل سے خود بخود فیصلہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ ایک حکم نازل کردیتے بس ہم نے تمہیں عقل دی ہے' عقل کے مطابق جو چیز اچھی لگے وہ کرو اور جو بری لگے اس سے بچ جاؤ۔ نہ کسی کتاب کی ضرورت نہ کسی رسول کی ضرورت نہ کسی پیغمبر کی ضرورت نہ کسی مذہب اور دین کی ضرورت' عقل دی اور اس عقل کے مطابق کام کرو۔ جب اللہ نے اس کو عقل دینے کے باوجود اس پر اکتفا نہیں فرمایا' رسول بھیجے' کتابیں اتاریں' وحی بھیجی تو اس کے معنی یہ ہیں کہ تنہا عقل انسان کی راہنمائی کے لئے کافی نہیں تھی۔ اس کے بعد وحی الٰہی اس لئے آئی تو آج کل لوگ کہتے ہیں کہ صاحب ہمیں چونکہ اس کا فلسفہ سمجھ میں نہیں آیا' لہٰذا ہم نہیں مانتے تو وہ درحقیقت دین کی حقیقت ہی سے ناواقف ہیں' حقیقت سے جاہل ہیں' سمجھ میں آہی نہیں سکتا اور یہیں سے ایک اور بات کا جواب مل جاتا ہے جو آج کل بڑی کثرت سے لوگوں کے ذہنوں میں پیدا ہوتا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قرآن کریم نے چاند پہ جانے کا کوئی طریقہ نہیں بتایا' خلا کو فتح کرنے کا کوئی فارمولا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں بتایا' یہ سب قومیں اس قسم کے فارمولے حاصل کر کے کہاں سے کہاں پہنچ گئیں اور ہم قرآن بغل میں رکھنے کے باوجود پیچھے رہ گئے' تو قرآن اور سنت نے یہ فارمولے کیوں نہیں بتلائے؟

جواب اس کا یہی ہے کہ اس لئے نہیں بتایا کہ وہ چیز تمہارے عقل کے دائرے کی تھی' اپنی عقل سے اور اپنے تجربے اور اپنی محنت سے جتنا آگے بڑھو گے' اس کے اندر تمہیں انکشافات ہوتے چلے جائیں گے' وہ تمہارے عقل کے دائرے کی چیز تھی' عقل اس کا ادراک کر سکتی تھی۔ اس واسطے اس کے لئے نبی بھیجنے کی ضرورت نہیں تھی' اس کے لئے رسول بھیجنے کی ضرورت نہیں تھی' اس کے لئے کتاب نازل کرنے کی ضرورت نہیں تھی' لیکن کتاب اور رسول کی ضرورت تھی وہاں جہاں تمہاری عقل عاجز تھی جیسے کہ ایمنسٹی انٹرنیشنل والے آدمی کی عقل عاجز تھی کہ بنیادی حقوق اور آزادی تحریر و تقریر کے اوپر کیا پابندیاں ہونی چاہئیں' کیا نہیں ہونی چاہئیں۔ اس معاملے میں انسان کی عقل عاجز تھی اس کے لئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔

آپ ﷺ نے بتایا کہ یہ حق ہے انسان کا' جس کا تحفظ ضروری ہے اور فلاں حق ہے جس کے تحفظ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ تو اس لئے پہلے یہ سمجھ لو کہ سرکار دو عالم ﷺ کا انسانی حقوق کے سلسلے میں سب سے بڑا کنٹری بیوشن یہ ہے کہ انسانی حقوق کے تعین کی بنیاد فراہم فرمائی کہ کون سا انسانی حق پابندی کے قابل ہے اور کون سا نہیں۔ یہ بات اگر سمجھ میں آجائے تو اب سنئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا حقوق انسان کو عطا فرمائے۔ کن حقوق کو طے کیا' کن حقوق کا تعین فرمایا اور پھر اس کے اوپر عمل کر کے دکھایا' متعین کن حقوق کو کیا۔ اور آج کی دنیا میں متعین کرنے والے تو بہت اس کا اعلان کرنے والے بہت' اس کے نعرے لگانے والے بہت' لیکن ان نعروں پر اور ان حقوق کے اوپر جب عمل کرنے کا سوال آجائے تو وہی ڈھنڈورچی' جو یہ کہتے ہیں کہ انسانی حقوق قابل تحفظ ہیں' جب ان کا اپنا معاملہ آجاتا ہے' اپنے مفاد سے ٹکراؤ پیدا ہوجاتا ہے' تو دیکھئے پھر انسانی حقوق کس طرح پامال ہوتے ہیں۔

انسانی حقوق کا ایک تقاضا یہ ہے کہ اکثریت کی حکومت ہونی چاہئے۔ جمہوریت' سیکولر ڈیموکریسی۔ آج امریکہ کی ایک کتاب دنیا بھر میں بہت مشہور ہو رہی ہے۔ "دی اینڈ آف ہسٹری اینڈ دی لاسٹ مین" آج کل کے سارے پڑھے لکھے لوگوں میں مقبول ہو رہی ہے' اس کی ساری تھیسس یہ ہے کہ انسان کی ہسٹری کا خاتمہ وہ جمہوریت کے اوپر ہو گیا اور اب انسانیت کے عروج اور فلاح کے لئے کوئی نیا نظریہ وجود میں نہیں آئے گا۔ یعنی ختم نبوت پر ہم اور آپ یقین رکھتے ہیں' اب یہ ختم نظریات ہو گیا یہ کہ ڈیموکریسی کے بعد کوئی نظریہ انسانی فلاح کا وجود میں آنے والا نہیں ہے۔

ایک طرف تو یہ نعرہ ہے کہ اکثریت جو بات کہہ دے وہ حق ہے' اس کو قبول کرو' اس کی بات مانو'

باقی ص ۲۹ پر

ختم نبوت کی عظمت کو ہمیشہ کے لئے تسلیم کرلیا گیا

کراچی ۹؍ ستمبر(پ ر)فاروق اعظمؓ کمیٹی پاکستان کے چیئرمین سید رئیس احمد نے مسلمانوں کو دلی مبارک باد پیش کرتے ہوئے کہا کہ ۷؍ ستمبر پاکستان کے مسلمانوں کے لئے عید کے دن سے کسی بھی طرح کم نہیں ہے کیونکہ اس دن پاکستان کے مسلمانوں کی قربانیاں رنگ لائیں اور جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے گمراہ کن نظریات تسلیم کرنے والے قادیانی پاکستان میں کافر اور غیر مسلم اقلیت قرار پائے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے پاکستان میں ختم نبوت کی عظمت کو تسلیم کرلیا گیا انہوں نے کہا کہ جھوٹے مدعی نبوت کے سلسلے میں سب سے پہلے سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے جہاد کیا جب مسیلمہ کذاب نے حضور ﷺ کے بعد نبوت کا اعلان کیا اس جہاد میں صحابہ کرامؓ کی کثیر تعداد نے جام شہادت نوش فرمایا لیکن جھوٹے مدعی نبوت اور اس کے پیروکار واصل جہنم ہوئے انہوں نے کہا کہ پاکستان کے مسلمانوں کے عملی جہاد سے قادیانیوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم کی سند حاصل ہوگئی۔

قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے ہٹایا جائے‘محمد صادق رضا

کراچی ۹؍ اگست (پ ر) المصطفیٰ خدمت کمیٹی کے مرکزی سیکریٹری جنرل محمد صادق رضا نے کہا ہے کہ قادیانیوں کو اسمبلی میں کافر قرار دیا گیا مگر اب بھی وہ ملک کے حساس اداروں میں موجود ہیں جو ہمارے ملک کے لئے تشویش ناک ہے یہ بات انہوں نے بزم امام اعظم ابو حنیفہؒ پاکستان کے زیر اہتمام منعقدہ دو روزہ ختم نبوت کانفرنس کے پہلے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہی۔ انہوں نے کہا کہ زیڈ اے بھٹو کے دور اقتدار میں قادیانیوں کو کافر قرار دیا گیا مگر ان کی بیٹی کے موجودہ دور میں قادیانی ملک کے حساس اداروں میں موجود ہیں انہوں نے کہا کہ محترمہ بے نظیر بھی قادیانیوں کو کافر ہی سمجھیں اور انہیں ملک کے حساس اداروں سے نکال باہر کریں۔

علامہ شمس الرحمان کا ختم نبوت کانفرنس سے خطاب

کراچی ۹؍ اگست (پ ر) جمعیت مشائخ اہلسنّت پاکستان کے سربراہ علامہ قاری محمد شمس الرحمان نے کہا ہے کہ عقیدہ ختم نبوت جو کہ ملت اسلامیہ کا متفقہ اور مسئلہ ہے اس کے تحفظ کے لئے مسلمانان عالم کسی قربانی سے گریز نہیں کریں گے وہ مرکز اہلسنّت نارتھ کراچی میں جمعیت مشائخ اہلسنّت پاکستان کے زیر انتظام ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کررہے تھے انہوں نے کہا کہ ناموس رسالت مسلمانوں کا ایمان ہے علامہ نے کہا کہ ۷؍ ستمبر کا دن مسلمانان پاکستان کے لئے اہم ہے جمعیت کے سربراہ نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے۔

حکومت توہین رسالت کے واقعے کا سختی سے نوٹس لے‘علماء کرام

کراچی ۹؍ ستمبر(پ ر) حکومت سکھر کے عیسائی مشنری اسکول میں رونما ہونے والے توہین رسالت کے واقعے کا سختی سے نوٹس لے اور اس کی مرتکب لڑکی کو توہین رسالت کے جرم میں گرفتار کرکے قرار واقعی سزا دے ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر مولانا مفتی منیر احمد اخون‘ ناظم محمد انور رانا‘ مشیر خاص ڈاکٹر شبیر الدین علوی‘ مولانا حسین احمد نجیب‘ مولانا جمیل خان‘ مولانا سعید احمد جلال پوری‘ مولانا عبدالشکور‘ مولانا نعیم امجد‘ مفتی حسن علی منصور‘ مظفر احمد خان‘ عبداللہ ملک‘ اطہر عظیم‘ جمیل اشرف اور دیگر نے اپنے ایک مشترکہ بیان کے ذریعہ کیا۔

عقیدہ ختم نبوت مسلمانوں کے ایمان کی بنیاد ہے

کراچی ۹؍ اگست (پ ر) بزم امام اعظم ابو حنیفہؒ پاکستان کے زیر اہتمام دو روزہ ختم نبوت کانفرنس کے پہلے اجلاس سے مجاہد تحریک ختم نبوت صوفی ایاز خان نیازی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ برصغیر میں انگریزوں نے دیکھا کہ مسلمان اپنے نبی ﷺ سے بڑی عقیدت رکھتے ہیں ان کو تقسیم کرنے کے لئے مرزا کو کھڑا کیا گیا انہوں نے حکومت پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ پاکستانی سفارت خانوں میں متعین سفیروں کے بارے میں معلوم کیا جائے کہ ان میں کون کون قادیانی ہے کانفرنس سے بزم کے بانی بابو غلام حسین نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جھوٹے نبی مرزا سے جہاد کرنا سنت صدیق اکبرؓ ہے۔

قادیانیوں کی سازشیں کامیاب نہیں ہوں گی‘علامہ کوکب نورانی

کراچی ۹؍ ستمبر(پ ر) سواد اعظم اہلسنّت حقیقی کے سربراہ خطیب کوکب نورانی اوکاڑوی نے کہا ہے کہ غیر مسلم قوتوں اور دشمنان اسلام نے ملت اسلامیہ کے اتحاد کو ختم کرنے کے لئے سازشیں شروع کردی ہیں اور نبوت کا جھوٹا مدعی مرتد مرزا قادیانی‘ بھی غیر مسلموں کا آلہ کار تھا اور خاتم النبیین کے الفاظ کا معنی آخری نبی نہ مان کر مرزا قادیانی مرتد کے ہم نوا بھی اسلام کے دائرہ سے خارج ہوئے۔

قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں پر تشویش

کراچی ۹؍ ستمبر(پ ر) عقیدہ توحید و رسالت پر اسلام کی عمارت قائم ہے اگر ان بنیادی عقائد میں تحریف کی سازش ہوئی تو مسلمان اسے ناکام بنانے کے لئے اپنے تن من دھن کو قربان کرنے سے بھی دریغ نہ کریں گے۔ یہ بات علامہ شبیر احمد اظہری نے جناح مسجد برنس روڈ میں یوم ختم نبوت کے موقع پر اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہی۔ انہوں نے کہا کہ مسلمان عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔

them all"! But your Secretary Sahib's remarks uphold even Mirza Mahmud as innocent and holy! All greatness to Allah!

It will not be out of place, if I refer to a book titled, *Hamarey Ismaili mazhab ki haqiqat aur us ka nizam*, by Doctor Zahid Ali in which Doctor Sahib, on page 363 quotes a standing order from an Ismaili Imam, namely, Qazi Noman Bin Muhammad, as follows:

"If you see the Imam doing adultery with your own eyes or see him drinking wine or committing acts of lewdness, don't let your heart or tongue consider those acts as unapproved and don't doubt their correctness and righteousness at all".

It appears your Secretary Sahib and the choicest Qadianis like him have been tutored on the lines of the aforesaid Imam, to consider their Khalifa holy, despite the Khalifa's lechery, despite his adultery and unnatural acts.

When men and women have produced firm evidences of immorality against Mirza Mahmud and when the latter's off-springs have kept mum, the facts stand verified. But for the Secretary Sahib, Mirza Mahmud is holy! Whereas Allah decided that Mirza Ghulam Ahmad Qadiani was a liar, Kafir, apostate, impostor, disgraceful, contemptible, 'worse then every wicked' and sire of the clan of accursed satans; your Secretary Sahib considers these epithets sanc-timonious! In other words, "My 'peer' is only a wee bit cheat, otherwise he is a perfect saint"!

I call your attention to a recent communication sent by Janab Hafiz Bashir Ahmad Masri which is a rejoinder to your Mubahala pamphlet. He summarised in it acts of profligacy of your household thus:

The elder son of Mirza Ghulam Ahmad, that is Mirza Mahmud (your father) was a habitual adulterer, having affairs with married women and unmarried girls, to the extent that he committed incest with the forbidden womenfolk of his household.

Both the brothers of Mirza Mahmud, i.e., Mirza Bashir Ahmad and Mirza Shareef Ahmad were habitual sodomites and particularly the young were their targets.

The maternal uncle of Mirza Mahmud, by name Meer Muhammad Ishaq too was a habitual sodomite and innocent school-going children in particular were his victims.

In short, dignitaries of Qadiani hierarchy satisfied their sexual lust, feeling free of any social or moral restraints.

"The whole house gleamed with luminaries!"

Mirza Tahir Ahmad Sahib, you cannot get away by brushing these historical facts calling them unfounded allegations. Unless you absolve yourself from the charges preferred against your father, you cannot brazen it out through your 'Mubahala' challenge.

POINT NO. 2

Your Secretary Sahib writes: "Allah the Exalted is continuing to give day by day advancement to the high order Ahmadiya whose foundations Mirza Sahib laid in 1889 and auspicious souls in large numbers are entering this holy order but the blind like you are still groping in the dark".

Mirza Tahir Ahmad it is stupid to call numerical increase of your party a proof of Divine support. I give you six explanations of which you are ignorant.

Explanation No. 1

Why look at the increase alone. Look to which side it is tilting, whether towards virtuosity or towards evil. If it is towards the former then it is a happy augury otherwise don't be happy because it is an indication of a let-up by Allah for a subsequent pull-up. Initially offenders are warned. When they don't take heed, a let-up starts, that is, Allah allows them some latitude to develop.

Therefore Allah is pleased to say:
(Translated by Mirza Mahmud himself, in his *Tafseer-e-Sagheer*, in Urdu, whose English rendering is:

"Then leave me and leave those who belie this Book (i.e., don't go punishing them yourself). We shall pull them towards gradual annihilation from sides they wouldn't know and I will permit them a latitude (i.e., don't pray for their destruction). My contrivance is very strong (that will ultimately put them to destruction).

In Sura 'Al-Nisa': 115, Allah is further pleased to say: (Translated by Mirza Mahmud, in his *Tafseer-e-Saghir*, in Urdu, whose English rendering is:

"And if whosoever to whom guidance has been fully unfolded goes on opposing (this) prophet and follows a path other than the path of believers, We shall set him after the same thing that he is doggedly pursuing and will cast him in Hell and that is a very bad abode".

Juan (i.e., Mirza Mahmud Ahmad) in his student life and of his adolescent waywardness.

Is it not from your history that your grandfather, (the counterfeit messiah, Mirza Ghulam Ahmad Qadiani), once set up an enquiry against your father (Mirza Mahmud Ahmad) for his juvenile delin-quency but your father escaped punishment for lack of four eye-witnesses to his actual acts?

Mumtaz Ahmad Farooq, in *'Fateh Haq'* has also described the above episode: How Mirza Mahmud Ahmad had sunk into sexy involvements from the very start of his puberty. His father, (i.e., Mirza Ghulam Ahmad Qadiani), once instituted an enquiry against him on receiving reports of his committing immoral acts. There were four persons appointed to this commission of enquiry: Maulvi Noorud Din, Khawja Kamal ud Din, Maulvi Muhammad Ali and Maulvi Sher Ali. When the commission met to enquire, the mother of the accused presented herself secretly before them and held out front flap of her shirt supplicating before the commissioners. Admitting his guilt she begged for mercy on behalf of her son. She pleaded to them that his sinful son, if caught, would be turned out of the house by his father. As a result of this inter-cession by your grandmother, these "four sententious pundits acquitted the accused under cover of Qadiani Fiqah.

As luck would have it, Allah punished these four exponents of Qadiani Shariat at the very hands of this very 'accused' when he took over the reins of Khalifaship later. Mirza Muhammad Hussain in his book, *Fitna-e-Inkar-e-Khatm-e-Nubuwwat*, has apprised us of this event.

FACT NO. 4

The fourth fact, recorded in your Qadiani history, Mirza Tahir Ahmad, is about the manner in which both your father and grandfather tumbled out of this world. Here I put a question to you. Would you not say that their deaths were in the nature of a Divine Warning given to mankind? If you say they were not, OK, then would you pray to Allah to afford you the same type of ouster from the world. This question I had put to you earlier also but you did not reply because where are your guts for it! I appreciate your reasons. You are scared of that death-bed agony: into hell before hell. But would you not allow the people of the world an opportunity to see the spectacle of Allah teaching you a lesson? You could still provide the world some fun if you published an answer to my question.

FACT NO. 5

I have drawn your attention to a number of challenges made by my renowned friend, Maulana Manzoor Ahmad Chinioti, first to your father as long he was alive and then to your brother Mirza Nasir and after his death to you lastly. I should say he has been holding annual anniversaries of these challenges. To ensure, he sends these challenges to Qadiani leaders by registered post and in every meeting which he addresses, he speaks from public platform in these words:

'Swear by Allah that you or your daddy were never an active subject or a passive object of an immoral act'?

Your father and your brother did not have the courage to answer. Now your good self too lack sufficient pluck.

Blind the evil eye! Have you invited Ulema for a Mubahala on behalf of such unsanctimonious persons! Mirza Tahir Ahmad Sahib, these are not blames. These are facts which you and your family cannot deny till your Doomsday. These are bright like the sun but your Secretary Sahib, blind like bat, writes to me.

'You have tried to put foul charges over holy personages'.

Libertines, holy personages? O Allah protect us! Was Mirza Ghulam Ahmad holy? Was Mirza Mahmud Ahmad holy?

I refer to a 'Fatwa', given by your Mufti of Qadian to a person named Muhammad Hussain Qadiani. He had asked:

'Why does holy sire (i.e., Mirza Ghulam Ahmad Qadiani) has his arms and legs pressed by unrelated women? The (Mufti) Chief jurist of Qadianism replied:

"He is an innocent prophet. Touching and caressing with him is not prohibited; it's rather a source of blessing and auspiciousness (Ref. Newspaper *Al-Hakm*, Vol.11, No:13, p.13, dt. 17th April, 1907). Compare this with Mirza's own denial of innocence on page 5 of his book, *Karamat-us-Sadiqeen:*

"Sorry that Batalvi Sahib did not understand that myself or any human can ever claim to be innocent after the prophets, Allah's benediction on

"The present Khalifa (Mirza Mahmud) is extremely immoral. He hunts women under the guise of sainthood. For this purpose, he has kept some men and women as his agents. Through them, he gets hold of innocent girls and boys. He has formed a society in which men and women have been taken in and adultery is committed in this social get-together." (Mumtaz Ahmad Farooq, *Fateh Haq*, p.41).

Before proceeding further, let me highlight the background of this incident for the benefit of those who may not be knowing. This timid dotard Abdur Rahman Misri used to be a slave-like disciple of Mirza Mahmud Ahmad. As a 'Mureed', he was so foolishly obedient to his 'Peer' that he cringed about with folded arms and low gaze in front of him. Once, the 'Peer' i.e., Mirza Mahmud Ahmad, feeling lusty over his 'mureed' Misri's son, satisfied his lust by making the boy his target on his practicing board. Misri was shocked. He gaped and marrow in his bones numbed. Collecting his fallen-out crest, he asked Mirza Mahmud to appoint a high-powered committee of Qadiani elite and said he would appear in person before the elders, to prove that this sordid and unnatural act was actually perpetrated by the Khalifa over his minor son. Instead of accepting this demand, Mirza Mahmud Ahmad Qadiani sprang up to make Misri and his friend Fakhrud Din Multani a butt of his reprisal. As a result, Misri was dragged into courts while Multani was found assassinated.

You, Mirza Tahir, have never come forward, vouching for your daddy's morals. Why not, I ask? Why have you not sworn before Allah, on pain of His wrath falling on you if this is true. Well, you can do it now. Your father Mirza Mahmud tried to side-track Misri's complaint by calling the affair an act of enmity of the hypocrites. By hypocrites, I know, he meant the Lahori party of Mirzais.

Here I digress, for an interesting episode which is recorded in Qadiani history. Once, in a Jum'a Khutba, Mirza Mahmud read out a letter he had received from a person whom he later called a hypocrite. This letter said:

"Hazrat Sire, the promised messiah (i.e., Mirza Ghulam Ahmad Qadiani) was a friend of Allah and friends of Allah commit adultery now and then only. Therefore, if the grand-sire committed adultery occasionally, so what?"

The letter further said:
"We have no objection on Hazrat grand-sire, the promised Messiah (i.e., Mirza Ghulam Ahmad Qadiani) because he committed adultery at times only but our objection is on the present Khalifa (i.e., Mirza Mahmud Ahmad Qadiani) because he commits adultery all the time!"

Mirza Mahmud Ahmad was pleased to read out this 'holiest of holy' document, brazen-faced, from a pulpit in his Jum'a Khutba. After reading it, he did not contradict its contents. He did not swear before Allah that Divine wrath might fall on him if he was an adulterer. He only passed a harmless sort of remark which is recorded in black and white and published by Qadiani newspaper *Al-Fazl*, dated 31st August 1938: Mirza Mahmud said:

"It appears from this objection that this person is Paighami Tab'a" (i.e . of Lahori party of Mirzais).

My digression ends here. In view of this gross charge, the readily seen conclusion is that limb by limb, joint by joint, and pore by pore, Mirza Mahmud was a doer of unsocial, immoral and unnatural acts. Can anybody doubt the stinking fermentation of his base elements?

FACT NO. 3.

In 1956, some young men from amongst Qadianis formed a party by the name of Haqiqat Pasand Party with the object of exposing Mirza Mahmud Ahmad's evil conjurations which he performed in Samri style. They published a book, called *Tarikh-e-Mahmudiat*. In this they collected eye-witness accounts of twenty-eight Qadiani men and women who left Qadianism because of Mirza Mahmud's immorality. All the narrations in the book are given on oath before Allah that they are not lies. Evidences therein prove that Mirza Mahmud was a very immoral person. Although Mirza Mahmud was alive those days when the book was published he dared not disprove any of those acts of his, to the extent that when they were repeated in subsequent writings none of his progeny challenged them. How about you, Mirza Tahir, to pick up the gauntlet now? But I know you wouldn't do so. This betrays that your criminal conscience abets it. Having been challenged for so many Mubahalas, as if they were oozings of mother's milk for your suckling, you have now come forward, on your own, asking for a Mubahala.

These facts which I have given are from Qadiani household after 1937 but previous to this there have been reports of dissolute acts of the Don

Part 3

Final Rejoinder to Mirza Tahir

(LAST NAIL IN QADIANI COFFIN)

By
Maulana Muhammad Yusuf Ludhianvi

Translated by:
K. M. Salim

Edited by:
Dr. Shahiruddin Alvi

DETAILS OF FIVE FACTS RECORDED IN QADIANI HISTORY IN RESPECT OF MIRZA MAHMUD AHMAD QADIANI

Mirza Tahir Ahmad! I have enumerated five facts recorded in Qadiani history about your 'grand-pa', Mirza Ghulam Ahmad, and now I enumerate a similar number selected from your Qadiani history concerning your 'daddy' Mirza Mahmud Ahmad. My purpose in doing so is to stress that the 'Dad', despite Mubahala challenges made to him for half a century, did not come forward to reply not even once; nor did any of his progeny. Therefore, clearing this out-standing debt of five decades is your first charge, Mirza Tahir Ahmad! You should settle that encum-brance first. I tell you a way out, if you are in search of one: Start with a denial of these facts and swear on Oath that Allah's wrath fall on you if you are telling a lie. Having done that you should take on the Mubahala rendezvous with Ulema of Ummat.

I am again reminded of a proverb, which runs like this: Let a winnower sing if it wants to but why let a sieve which has seventy-two holes, that is, if somebody else wants to run the gauntlet, he may, but not you, Mirza Tahir, who are loaded with fifty to sixty outstanding Mubahalas. Sure, you are sitting snug in mother's lap cuddling in the British manger; what has pricked you to have come out mooing!

'Don't eulogise your stained cloak too much; just look at its flap, just glance at the tunic's knot'.

FACT NO. 1

Maulana Abdul Kareem accused your father, Mirza Mahmud Ahmad, of immorality in 1927. He asked him to face him in a Mubahala but Mirza Mahmud would not. As a result, the poor soul was penalised. Attempt was made on his life, his friend's house was put to flames and he was dragged in courts. Ultimately, he was driven out from Qadian. Till the last, Mirza Mahmud did never have any courage to face him in Mubahala. Still worse, none of the sons of the accused had the graciousness to project their father's morals. None has come forward to take oath before Allah on pain of His pestilence catching him if Abdul Kareem was true and their father immoral.

FACT NO. 2

Similar immorality charge was made by Abdur Rahman Misri in 1936. As a result, he was also maltreated and a breach of peace case was instituted against him in which this poor man gave the following statement in the court on oath:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قارئین ختم نبوت سے تین سوال

محترم قارئین آپ کی دلچسپی کیلئے قادیانیت سے متعلق سوال و جواب کا ایک سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں ہم ہر دفعہ تین سوال شائع کریں گے جن کے جوابات آپ حضرات ڈاک کے ذریعے ارسال کر سکتے ہیں۔ سب سے پہلے موصول ہونے والے مکمل صحیح حل پر ۳ ماہ کی مدت کیلئے رسالہ مفت جاری کیا جائے گا۔ ایک غلطی والے حل پر ۲ ماہ کی مدت کیلئے اور دو غلطی پر ایک ماہ کی مدت کیلئے رسالہ مفت جاری کیا جائے گا۔

سوال نمبر ا... پاکستان میں قادیانیوں کو کس سن میں کافر قرار دیا گیا؟

سوال نمبر ۲... مرزا غلام احمد قادیانی کا کس ہندو سے مناظرہ ہوا تھا؟

سوال نمبر ۳... پاکستان کے علاوہ مسلمانوں نے قادیانیوں کے خلاف کس ملک میں مقدمہ جیتا ہے؟

ٹوکن

نام ------------------

ولدیت ------------------

مکمل پتہ ------------------

ذاتی مصروفیات ------------------

ختم نبوت کانفرنس

چودھویں سالانہ

دو روزہ

بتاریخ ۱۲، ۱۳ اکتوبر ۱۹۹۵ء بروز جمعرات، جمعۃ المبارک

مطابق ۱۶، ۱۷ جمادی الاول ۱۴۱۶ھ

مسلم کالونی (ربوہ) صدیق آباد

امیر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

مخدوم المشائخ حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ

عنوانات

توحید باری تعالیٰ، سیرت خاتم الانبیاء، عظمت صحابہ و اہلبیت، مسئلہ ختم نبوت، حیات عیسیٰ

فتنہ قادیانیت اور اہل اسلام کی جدوجہد

علماء، مشائخ

سیاسی قائدین

دانشور اور وکلاء

خطاب فرمائیں گے

کانفرنس میں بعد نماز مغرب فتنۂ قادیانیت کے متعلق سوال و جواب کی محفل منعقد ہوگی جس میں ہر شخص کو تحریری سوال کرنے کی اجازت ہوگی حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی جواب دیں گے۔

شعبہ نشر و اشاعت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

فون ۷۸۰۹۳
۳۳۳۸۳